اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور پاکستان

نگرانِ اعلیٰ: مولانا مفتی محمود

قولِ محمود

جمعیۃ علماء اسلام کی جدوجہد اور تگ و تاز کا عظیم مقصد یہ ہے کہ
ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کا قیام عمل میں آ جائے ——

نظامِ شریعت

بسلسلے نظامِ شریعت کنونشن گوجرانوالہ

ہے مقصد ہمارا نظام شریعت!
ہمیں! جاں سے پیارا نظامِ شریعت

شریفوں کا حامی، رذیلوں کا دشمن
غریبوں کا چارا نظامِ شریعت

اس ارضِ مُقدّس میں اے ناخداؤ!
چلاؤ خدا را، نظام شریعت

تمہیں! دین، اسلام کو کہنے والو
نہیں کیوں گوارا نظامِ شریعت

لٹیروں، قزاقوں سے اور رہزنوں سے
محافظ تمہارا نظامِ شریعت

سنو! ظلمتِ شب میں چکرانے والو!
ہے روشن ستارا نظامِ شریعت

نظام شریعت سے مایوس کیوں ہو؟
فقط ہے کنارا نظام شریعت

بھنور سے نکل جائے کشتی وطن کی!
جو ہو آشکارا، نظام شریعت

ہم اس کے سوا جانتے ہی نہیں کچھ
ہمارا ہے نعرا نظام شریعت

اکرام القادری

ھمارا ھے نعرہ نظام شریعۃ

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۳۶

جمعۃ المبارک ۱۲ ستمبر ۱۹۷۵ء ۵ رمضان المبارک

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★ ★

بدل اشتراک
سالانہ ——— ۳۸ روپے
ششماہی ——— ۱۹ روپے
سہ ماہی ——— ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ:
۷۵ پیسے

۶ ستمبر

حسب سابق اس مرتبہ بھی ۶ ستمبر انہی لگے بندھے ضابطوں اور روایتی طور طریقوں سے منایا گیا جس طرح گزشتہ دس برس سے منایا جاتا رہا ہے۔ اخبارات و جرائد نے ایڈیشن شائع کیے مگر وہی مضامین، وہی مقالے، وہی نظمیں وہی تصویریں اور وہی کارٹون معمولی رد و بدل سے ان موقر اخبارات و جرائد کی زینت بنے جو ہمیشہ سے بنتے چلے آرہے ہیں۔ اس تمام تگ و دو کاوش میں جو چیز قدر مشترک رہی وہ بے جا تعلّیاں اور مضحکہ خیز برتری کا پندار و غرور ہے یا پھر ہماری بہادر جانباز مسلّح افواج کی مبالغہ آمیز تعریف و ثنا۔

جناب وزیر اعظم، گورنرز، صوبائی وزراء اعلیٰ اور دیگر زعما نے حسب روایت قوم کے نام پیغامات جاری کیے جو اس سلسلے کی اہم کڑیاں ہیں۔ حزب اختلاف کے بعض درد دل رکھنے والے رہنما بھی بیان و پیغام کے دوائر سے باہر نہ نکل سکے۔ موجودہ سنگین حالات میں وہ اس سے زیادہ کر بھی کیا سکتے ہیں؟ ریڈیو اور ٹی۔ وی نے بھی اپنے فرض منصبی سے غفلت نہیں برتی۔ ان اداروں سے ملکی سالمیت سے متعلق ترانے اور ملکی بقاء کے لیے لیکچرز نشر کیے گئے۔

یہ جو کچھ ہوا ہمیں اس کی افادیت و اہمیت سے انکار نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس یک روزہ وقتی تگ و دو اور ہاؤ ہو کے بعد ہم ان تمام ذمہ داریوں سے سبک دوش ہو جاتے ہیں جو ایک مسلمان قوم کی حیثیت سے ہم پر عائد ہوتی ہے ہمیں یہیں تک محدود رہنا چاہیے۔ یا اس سے آگے بھی کچھ کرنے کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ کیا ملکی سالمیت و بقاء کے تقاضے اس طرح سے پورے ہو جاتے ہیں کہ ہم اپنی بہادر فوج کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملاتے رہیں گے اور خود کچھ نہ کریں۔ آخر اس مہلک روش پر ہم کب تک گامزن رہینگے؟

جہاں تک ۶۵ء میں ہماری "جیت" کا تعلق ہے تو اس کا بدلہ اور بھرپور بدلہ بھارت نے سقوط مشرقی پاکستان کے دردناک المیہ کی صورت میں چکا دیا ہے۔ اس بدلے کو پاکستان فراموش کرے تو کرے لیکن دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی اس قسم کی ذلت آمیز شکست سے اگر کسی زندہ قوم کو دوچار ہونا پڑ جاتا تو وہ اپنے اوپر آسائش و تعیشات کے تمام دروازے بند کر لیتی۔ لیکن یہ ہماری "عجیب داؤ" قوم ہے کہ اتنے اہم واقعہ سے دوچار ہونے کے بعد بھی جس نے ہمارے ملک کو ہی دولخت کر دیا ہے۔ ماضی کی عارضی اور ناپائیدار "فتح" پر خوشی کے شادیانے بجانے میں منہمک ہے۔ یا للعجب!!

اس سلسلے میں جو ذمہ داریاں برسر اقتدار طبقہ پر عائد ہوتی ہیں وہ ان سے یکسر چشم پوشی کیے ہوئے۔ ارباب اقتدار کے پیش نظر اگر کوئی شے ہے تو وہ تحفظ خیش اور بقائے اقتدار ہے اس سے آگے نہ وہ سوچ سکتے ہیں اور نہ ان میں سوچنے کی صلاحیت ہے۔ ہمارے موجودہ حکمرانوں کی سوچ کا محور صرف اور صرف اپنے اقتدار کی رسی کو دراز کرنا ہو کر رہ گیا ہے۔ ارباب اقتدار کی خواہشات کے بحر بے کنار کو طغیانیوں سے کام ہے ملک و ملت کی کشتی پار لگے یا درمیان رہے اس مست اقتدار گروہ کے نزدیک ہر وہ آواز مجذوب کی بڑ اور دیوانے کا خواب ہے جو اسے خطرے کی شاہراہ پر جھنجھوڑتی ہے۔ یہ گروہ بے بصر ہمچو ما دیگرے نیست کے زعم باطل میں مبتلا ہلاکت و بربادی کی پر پیچ راہوں پر آنکھیں بند کیے اور سر جھکائے گامزن ہے افسوس یہ کہ اس زہر ہلاہل کو قند و نبات سمجھے ہوئے ہے۔

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

پیشنیر پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

انتقام

اسلام سے قبل عرب میں کسی سے انتقام لینے میں ناکام رہنا انتہائی بدبختی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

امراء القیس شعرائے معلقات میں ایک اونچے درجے کا شاعر تھا۔ جب اس نے بنی اسد سے اپنے باپ کے قتل کا انتقام لینے کی ٹھانی تو شگون حاصل کرنے کے لیے معبودیت ذوالخلاصہ کے مندر میں گیا۔ اس نے تین ایسے تیر بُت کی جھولی میں ڈالے جن پہ الگ الگ الفاظ، اقدام، تاخیر اور ترک لکھے ہوئے تھے اس کے بعد اس نے آنکھیں بند کر کے ان میں سے ایک تیر نکالا۔ اس پر ترک لکھا تھا۔ اس نے دوسری اور تیسری بار یہی عمل دہرایا، مگر ہر مرتبہ ترک ہی نکلا۔ اس پر شاعر نے جل بھن کر تیر ٹکڑے ٹکڑے کر کے بت کے منہ پر دے مارا اور چلایا:

"بدبخت اگر تیرا باپ قتل ہو جاتا
تو تُو مجھے انتقام لینے سے کبھی منع
نہ کرتا۔"

("اسپینشن اسلام" از ڈوزی)

عربوں کی خود داری

ایامِ جاہلیت کے بہادر مہمان نواز اور خود دار عربوں کو اپنے پیدائشی رتبے اور حیثیت پر بہت گھمنڈ تھا۔ عمرو بن ہندہ اور عمرو بن کلثوم دو مشہور جنگجو سردار تھے۔ دو بڑے قبیلوں کے [illegible] تھے۔ دونوں کو اپنی ماں کی خاندانی نجابت پر فخر تھا۔

ایک دن عمرو بن ہندہ نے اپنے دوستوں سے کہا: "تم کوئی ایسا شخص بتا سکتے ہو جسے اس بات پر شرم محسوس ہو کہ اس کی ماں میری خدمت کرے؟"

انہوں نے کہا ہمیں ایسے شخص کا علم نہیں البتہ عمرو بن کلثوم کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس کی ماں کا نام لیلیٰ کلثوم ہے جو مہلہل کی لڑکی ہے جس کا چچا کلیب ہے اور جس کا بیٹا عمرو ہے۔ ہندہ سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے کسی سے کچھ نہیں کہا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے عمرو بن کلثوم کو مدعو کیا اور کہلا بھیجا کہ وہ اپنی ماں لیلیٰ کو بھی اس کی ماں ہندہ سے ملانے کے لیے ساتھ لیتا آئے۔ عمرو اپنے قبیلے تغلب کے گھڑ سواروں کی معیت میں اپنی ماں کو ساتھ لے کر پہنچ گیا۔ اس نے دریائے فرات کے کنارے قیام کیا اور عمرو بن ہندہ کو اپنی آمد کی اطلاع بھجوا دی۔

عمرو بن ہندہ نے حرہ اور فرات کے درمیان خیمے نصب کروائے اور ایک پُرتکلف ضیافت کا انتظام کر کے اپنے قبیلے کے ممتاز افراد کو وہاں مدعو کیا۔

عمرو بن ہندہ اور عمرو بن کلثوم کے لیے خیمے میں کھانا چنا گیا۔ باقی لوگوں کو خیمے کے باہر کھانا کھلایا گیا۔ عمرو کے خیمے کے ساتھ ہی اس کی ماں ہندہ کا خیمہ تھا۔ عمرو بن کلثوم کی ماں بھی اسی خیمے میں تھی۔

عمرو بن ہندہ نے کھانے سے قبل چپکے سے اپنی ماں سے کہہ دیا کہ جب سب لوگ کھانے سے فراغت پا چکیں اور صرف میٹھا کھانا باقی رہ جائے تو تمام نوکروں کو باہر بھیج دینا اور میٹھے کی پلیٹ کے لیے کسی کو آواز دینا اور پھر لیلیٰ سے کہنا کہ وہ پلیٹ اٹھا کر تمہارے آگے رکھے۔

ہندہ نے یہی کیا۔ کھانے کے بعد اس نے لیلیٰ سے کہا:

"ذرا میٹھے کی پلیٹ مجھے اٹھا دینا۔"

لیلیٰ نے جواب دیا:

"جسے خواہش ہو، اٹھے وہ خود اٹھا لے۔"

لیکن ہندہ نے اصرار کیا اور اپنی بات پر اڑی رہی، لیلیٰ چلا اٹھی۔ اوہ یہ کیا مصیبت ہے۔ میری اتنی ہتک؟ اتنی توہین؟ کیا ہوا اے قبیلہ تغلب کے لوگو؟

عمرو بن کلثوم نے اپنی ماں کی آواز سنی، اس کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ سب لوگ بادہ نوشی میں مشغول تھے۔ عمرو بن ہندہ کی تلوار ایک کھونٹی سے لٹک رہی تھی۔ عمرو بن کلثوم فوراً جھپٹا اور اس نے تلوار نیام سے نکال کر بجلی کی طرح تیزی سے عمرو بن ہندہ پر وار کیا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اس کے بعد وہ خیمے سے باہر آیا اور اپنے قبیلے کے لوگوں کو للکارا۔ قبیلہ تغلب کے لوگ خیموں پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے اونٹ اور گھوڑے لوٹ لیے اور عورتوں کو قیدی بنا کر الجزیرہ لے گئے۔

— حوتمن ا، مغربیہ —

فکر و نظر

ڈاکٹر احمد حسین کمال

بنگلہ دیش میں حالیہ تبدیلی

تبدیلیوں کے نئے پہلو کا آغاز

۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو، ڈھاکہ میں، پاکستان کی فوج نے ہتھیار رکھے اور ۱۷ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ترجمانِ اسلام میں اس المناک سانحہ پر جو اداریہ رقم کیا گیا تھا، اس کے آخری جملے تھے:

"نقشہ بدلے گا، صرف پاکستان کا ہی نقشہ نہیں، پورے برصغیر کا نقشہ۔ اور یہ نقشہ وہ ہوگا، جس کے لیے پلاسی کے میدان میں سراج الدولہ نے، سرنگاپٹم کے قلعہ کے نیچے سلطان ٹیپو نے، بالاکوٹ کی وادی میں سید احمد شہید، مولانا اسماعیل شہید اور ان کے رفقاء نے اور برصغیر پاک و ہند کے شہروں، دیہاتوں، سڑکوں، گلیوں، محلوں، بازاروں، جنگلوں اور دریاؤں میں آزادی کے متوالوں نے اپنی جانیں قربان کیں اور اپنا گرم گرم خون بہایا تھا۔

یہ نقشہ وہ ہوگا، جس کے لیے شیخ الہند اور ان کے عظیم ساتھیوں نے جلاوطنی، اسیری اور جزائر انڈیمان کی قید و بند قبول کی تھی۔"

بنگلہ دیش کی حالیہ تبدیلی اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ تاریخ اب اپنا ایک نیا ورق پلٹنے والی ہے۔

تاریخ مشرقِ وسطیٰ میں بھی ایک نیا ورق الٹ چکی ہے۔ ہند چینی کے علاقہ میں بھی اس نے اپنا صفحہ الٹ دیا ہے۔ اور پرتگال کی حالیہ داخلی کشمکش کے واسطے سے جنوب افریقہ اور جنوب ایشیا کے دور دراز حصوں تک تاریخ کے اوراق الٹے جا رہے ہیں۔

خود ہندوستان کے نظام حکمرانی میں حال ہی میں جو تبدیلیاں عمل میں آئی ہیں ان سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مستقبل کا ایک بڑا انقلاب سرِ راہ آن پہنچا ہے۔ آئندہ پانچ برس تاریخ کی رفتار کے ایسے اُتھل پتھل کے ہیں جو پورے ایشیا یا کم از کم برصغیر اور اس سے ملحقہ ممالک کے لیے نئی بساط بچھانے کا موجب ثابت ہوں گے۔

بدقسمتی سے ہمارے نظریاتی مفکرین اور سیاسی مدبرین گردوپیش میں واقع ہونے والے حالات کو ایک ایسی محدود عینک سے دیکھنے کے عادی ہیں جو صرف جذباتی اور طفلانہ ردِ عمل پر آ کر ختم ہو جاتی ہے۔ ۱۹۴۷ء سے اب تک ایشیا اور افریقہ میں اور ہمارے گردوپیش میں کتنی ہی عظیم تبدیلیاں آ چکی ہیں۔

چین کے اشتراکی انقلاب سے لیکر، بنگلہ دیش کے حالیہ المناک واقعہ تک تبدیلیوں کا ایک طویل سلسلہ ظہور و وقوع میں آ چکا ہے۔ لیکن ہم اس سے زیادہ کسی اور نتیجہ تک نہیں پہنچ سکے کہ سب کچھ یا امریکی اشارے اور اعانت سے ہوا ہے یا روس کے دخل اور واسطہ سے۔

اس محدود فکر کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا خواب بھی جب دیکھتے ہیں تو اس کے سر سے بھی امریکہ، روس اور چین سے باندھ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

بنگلہ دیش کی حالیہ تبدیلی پر بھی ہمارے اہلِ فکر نے جس ردِ عمل کا اظہار کیا۔ زیادہ تر وہ اسی محدود نقطۂ نظر کا حامل ہے۔

کہا گیا کہ بنگلہ دیش کی حالیہ تبدیلی کے ذمہ دار لوگ مغرب اور امریکہ کی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں اور اسی جھکاؤ کے حوالہ سے انہیں یعنی انقلاب لانے والوں کو مجیب اور ان کے ساتھیوں کے برعکس، اسلام سے زیادہ قریب بتایا۔

اسی طرح کا دعویٰ چین پسند اشتراکی حلقوں کی طرف سے کیا گیا ہے کہ اس تبدیلی کی پشت پر بھاشانی صاحب اور ان کے گروہ کے اثرات کام کر رہے تھے۔

اور شاید روس پسند اشتراکی حلقوں نے بھی اسے روسی ڈپلومیسی پر، امریکی ڈپلومیسی کی ایک ضرب محسوس کیا ہو۔

اس طرح کا "ردِ عمل" اور احساسات محض اس لئے ہے کہ تبدیلی کے حقیقی تاریخی عوامل کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اور "امریکہ بمقابلہ روس" یا "روس بمقابلہ امریکہ" کے محدود نقطۂ نظر سے ہر تبدیلی اور واقعہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

تاریخ کا عمل دراصل مشیتِ ایزدی کا مظہر ہوتا ہے اور تبدیلیوں کے ظہور کو تاریخ کی رفتار سے علیحدہ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ ایسا کرنا گمراہ کن ثابت ہوتا ہے۔

قرآن حکیم میں قوموں کے عروج و زوال کے جن واقعات کو بیان کیا گیا ہے ان کو پیش نظر رکھ کر یہ حقیقت سمجھ میں آجاتی ہے کہ تمام فوری ساختہ منصوبوں اور عزائم کے علی الرغم مشیت ایزدی کا تاریخی عمل اپنا کام انجام دیتا چلا جاتا ہے۔

۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ اور ۶۴-۷۴ میں جنگ ویت نام کا انجام اس کا واضح ثبوت ہیں مشیت ایزدی کے تاریخی عمل کی بدولت امریکہ کی تمام منصوبہ بندیاں اور عزائم اپنے پورے وسائل اور ۲۵ سالہ سرگرمیوں کے ساتھ دھرے کے دھرے رہ گئے۔

غور کیجیے تو ۱۹۴۷ء میں برصغیر کی قسمت کا جو فیصلہ کیا گیا وہ تاریخ کے ان تقاضوں کے بالکل خلاف بنا۔ جو برصغیر کی گزشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ کے عوامل سے ابھرے تھے۔

اس طرح ان اسلامی قوتوں کو محدود و مخصوص کر دینے کی کوشش کی گئی جو ایک ہزار سال سے برصغیر میں برسر عمل تھیں، اور ابھی تک برسر عمل ہیں۔ اگر ہندوستان کی تقسیم اس طرح عمل میں آجاتی کہ پنجاب اور بنگال کے مسلم صوبے اور آسام کا پورا صوبہ تقسیم نہ کئے جاتے اور پاکستان کی مملکت وجود میں آتی تو شاید وہ توازن قائم ہو جاتا جو ایک ہزار سالہ تاریخ کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکتا تھا۔

ہندوستان گزشتہ ایک ہزار سال سے اسلام کے سانچے میں تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔ یہ تبدیلی حاکمانہ اقتدار کے ذریعے نہیں، بلکہ علماء دین کی جد و جہد اور کاوشوں کی بدولت عمل میں آرہی تھی۔ حاکمانہ اقتدار تو بار بار اس راہ میں رکاوٹ بنتا رہا۔

انگریزوں کی طاقت کے تسلط نے ایک صورت حال پیدا کر دی تھی۔ تاہم علماء کی کاوشوں کے اثرات برابر کام کرتے رہے حتیٰ کہ یہ اثرات شاہ ولی اللہؒ اور ان کے جانشینوں کی فکر اور جد و جہد سے ایک مستقل تحریک جہاد اور بعد میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ضرورت میں نمودار ہوئے۔ انگریزوں نے بجا طور پر محسوس کیا کہ ان کے اقتدار اور اثاثہ کے اصل حریف اور مدِ مقابل علماء اسلام ہیں ملک کا حکمران طبقہ نہیں ہے۔

چنانچہ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں نے آسانی کے ساتھ ملک کے سابق حکمران گروہ کے افراد سے مفاہمت کر لی، لیکن سرسید کی تعلیمی تحریک کے باوجود علماء قابو میں نہ آسکے۔ اور برصغیر میں اسلامی اثرات کی توسیع کا کام علماء کی راہ نمائی میں جاری رہا۔

حتیٰ کہ ۱۹۲۰-۲۱ء میں ایسا وقت بھی آگیا جب پورے ہندوستان کے عوام مسلم اور غیر مسلم کی تفریق و امتیاز کے بغیر تحریک خلافت میں علماء کی قیادت و رہنمائی کے زیر سایہ آ گئے تھے۔

علماء کے زیر اثر برصغیر کے عوام کا یہ عظیم اجتماع برطانوی حکومت کے استبداد اور شدید مزاحمت کے باوجود اس لیے ممکن ہوا کہ برصغیر کی ایک ہزار سالہ تاریخ کے تقاضے یہی چاہتے تھے اور تاریخ کا فطری راستہ بھی یہی تھا۔

یہاں سے انگریزوں نے برصغیر میں اسلامی اثرات کے جاری اور ساری رہنے کو روکنے کے لیے ایسے منصوبے اختیار کئے جن سے مسلم عوام پر علماء کا اثر کم سے کم ہوتا چلا جائے مسلمان ملت، ہندو نفرت کا شکار بنتی رہے اور مسلمانوں کا جسدِ ملی تقسیم ہوتا رہے۔

۱۹۲۵ء سے ۱۹۴۷ء تک برطانوی ڈپلومیسی یہی رہی اور اس ڈپلومیسی کے تحت برصغیر میں صوبوں کی مکمل خود مختاری کی تجویزوں کو رد کیا جاتا رہا ہے کہ اس طرح، ۶ صوبے (علاقے) آزاد مسلم ریاستوں میں تبدیل ہو جائیں گے اور تقسیم کے اس منصوبہ کو رد کیا جس کے تحت بنگال اور پنجاب تقسیم نہیں ہوتے تھے۔ اور پورا آسام مسلم علاقہ میں شامل ہو سکتا تھا۔ لیکن جیسے ہی پنجاب اور بنگال کی تقسیم اور آسام کے صرف ایک مختصر حصہ سلہٹ پر مشتمل پاکستان کا منصوبہ سامنے آیا تو فوراً انگریزوں نے بھی اور ہندوؤں نے بھی اسے مان لیا۔

لیکن یہ تاریخ کے تقاضوں کے مطابق نہیں تھا۔ برصغیر کی ایک ہزار سالہ تاریخ کا تقاضہ تو یہ تھا اور ابھی تک ہے کہ یہاں اسلامی اثرات ہمہ گیر ہوں اور انہیں اثرات کے حوالہ سے جدید عہد کی تبدیلیوں اور ترقیوں کو قبول یا رد کیا جائے۔

برصغیر میں سرمایہ داری کے دباؤ سے نجات اور حقیقی معنیٰ میں جمہوریت کے قیام کے لیے ایک ہزار سالہ تاریخ کے تقاضوں کی اساس ضروری تھی۔

یہ اساس جب مہیا نہیں ہوئی تو درہ خیبر سے خلیج بنگال تک وہ سب کچھ ہوتا لازوال تھا جو ہو چکا ہے۔ اور جس کا ایک بھیانک منظر اب بنگلہ دیش میں سامنے آیا ہے۔

جمہوریت کا برطانوی ڈھانچہ نہ صرف پاکستان میں تباہ ہوا بلکہ بھارت میں بھی یہ ڈھانچہ تہس نہس ہونے کے قریب آگیا ہے۔

دراصل جمہوریت پر صحیح طور سے عمل پیرا ہونے سے وہ تضادات شدت سے ابھر آتے ہیں، جنہیں ۱۹۴۷ء کے تصفیہ نے اسی لیے جنم دیا کہ برصغیر کی تاریخ کے ایک ہزار سالہ اسلامی تقاضوں کو پس پشت ڈال کر یہ تصفیہ بروئے کار لایا گیا تھا۔

یہ تضادات جیسے ہی سر اٹھاتے ہیں ہر جگہ کے حکمران طبقے ان کی شدت کم کرنے اور ان کو ختم کرنے کے لیے، سرے سے جمہوریت کی بساط ہی الٹ دیتے ہیں۔

اس عمل سے بھی سوائے بددلی اور مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہوا اور تضادات اندر ہی اندر شدید تر ہوتے رہے جن کے اثرات معاشی اور سماجی گوشوں میں نمودار ہونا شروع ہو گئے۔

آج پورا برصغیر ان کشاکش میں گرفتار ہے اور ایسی تبدیلی کی طرف بڑھنا چاہتا ہے جو برصغیر کی گزشتہ ایک ہزار سال کی اسلامی اثرات کی تاریخ کا تقاضا ہے۔

اس تقاضے سے انحراف ہی بنگلہ دیش جیسے واقعات کے ظہور کا بار بار باعث بنتا ہے بھارت میں اندرا گاندھی کے حالیہ اقدامات محض بھارت تک محدود رہنے والے نہیں ہیں۔

برصغیر کی ایک ہزار سالہ تاریخ کے تقاضے چاہتے ہیں کہ تاریخ کا تسلسل پھر سے قائم کیا جائے یہ تسلسل سیاسی دائرے میں ہی نہیں بلکہ سماجی اور معاشی دائروں میں نہایت ضروری ہے۔

انگریزوں کے دور کا معاشی نظام اس تاریخی تسلسل کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ یہ رکاوٹ کلیتہً دور کرنا ضروری ہے اسی طرح برطانوی دور کا پیدا شدہ سماجی ڈھانچہ تاریخ کے ایک ہزار سالہ تسلسل میں فٹ نہیں آرہا اس سے چھٹکارا پانا بھی ضروری ہے۔

یہ سب چیزیں پاکستان کے قیام کے وقت سے ہی پیشِ نظر رکھنا نہایت ضروری تھا۔

جب پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا تو یہاں ایسی سیاست کی تشکیل ضروری تھی جو برصغیر میں ایک ہزار سالہ اسلامی تاریخ کے اثرات سے ہم آہنگ ہوتی۔ اور ان خطوط پر اپنا سفر شروع کرتی۔ جسے گزشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ کے دھارے نے بنائے تھے اگر ایسا ہوتا تو یقیناً مشرقی پاکستان علیحدہ ہو کر بنگلہ دیش نہ بنتا بلکہ پاکستان کے اثرات کا دائرہ وسیع تر ہوتا رہتا۔

لیکن جب پاکستان کو صرف امریکہ کی سیاست کا تابع بنا کر رکھ دیا گیا اور اسلام کا مطلب امریکہ سے دوستی اور دوسروں سے دشمنی کر دیا گیا تو اس سے تاریخ کے محرکات تو ختم نہیں ہو سکتے تھے البتہ اپنی دنیا محدود تر اور تنگ سے تنگ کر ڈالی۔

آج حالات جو ایک نئی کروٹ لے رہے ہیں تو ہمیں پھر ایک لمحہ فکریہ مہیا کر رہے ہیں۔ بنگلہ دیش کی حالیہ تبدیلی ایک سگنل ہے جس سے برصغیر میں ہونے والی مستقبل کی تبدیلیوں کا اشارہ ملتا ہے۔ یہ اشارہ سوال کر رہا ہے کہ ہم آنے والی تبدیلیوں میں اپنا واقعی کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہیں؟ جو برصغیر کی گزشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ کے تقاضوں کے مطابق ہو۔

دراصل اس پہلو پر سب سے زیادہ علماء کو غور کرنا ہوگا اور ان عناصر کو جو سامراج کے حقیقی دشمن ہیں۔

علماء ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے ایک ہزار سالہ دور کے وارث ہیں۔ اور برطانیہ و مغربی طاقتوں کے استحصال کے خلاف مسلسل جدوجہد کرنے والے عناصر، اس حقیقت سے واقف ہو سکتے ہیں کہ معاشی اور سماجی اعتبار سے ایشیا کی عوام کو کس طرح اب تک لوٹا کھسوٹا جاتا رہا ہے۔

تاریخ کے حالیہ موڑ پر وہ کیا دفاعی اور اقدامی تدابیر ہو سکتی ہیں جو آنے والے بحرانوں سے ملت پاکستان کو صحیح سالم نکال کر، برصغیر کی گذشتہ ایک ہزار سالہ تاریخ کے تسلسل سے وابستہ کر سکے۔

اسلام صحیح معنیٰ میں یہاں اپنا عمل انجام دے سکے، اور عوام استحصالی طاقتوں سے [نجات حاصل کر سکیں]

توحید اور شرک کی حقیقت

کس قدر حسرت و افسوس بلکہ حیرت و استعجاب کا مقام ہے کہ آج عموماً فرزندانِ توحید، توحید کی حقیقت اور شرک کی ماہیت سے بے خبر ہیں جس کی وجہ سے اچھے بھلے، پڑھے لکھے لوگ بھی شرک میں ملوث و مبتلا ہیں (معاذ اللہ)

مولانا سید نور الحسن بخاری نے اپنی اس ضخیم کتاب میں توحید اور شرک کی حقیقت خوب واضح کی ہے۔ شرک کے عوامل و محرکات، اس کے آغاز، اس کی تاریخ، اس کی اقسام، ذرائع، نیز شرک فی العبادت کے تحت سجدہ، نذر و منت، ذبح و نحر اور وما اُہل بہ لغیر اللہ پر مفصل بحث کی ہے۔ عبادت کے معنی، اس کی تعریف اور قسموں کے بعد اس کے تین اصول یعنی الوہیت کی تین بنیادی صفاتِ خاصّہ علمِ غیب، حضور و شہود اور اختیارِ کُل کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کا آخری باب سدِ ذرائع شرک پر مشتمل ہے۔ اس میں تجاوز فی التعظیم، حلف، قبر اور فتنۂ قبر اور تصویر وغیرہ پر مدلل بحث ہے۔ ضمناً دعا، وسیلہ، ریاء، اطاعت غیر اللہ وغیر مسائل پر مفصل بحثیں ہیں۔ مختصر یہ کہ بڑی ایمان افروز، قابلِ مطالعہ تالیف ہے۔

ضخامت بڑے سائز کے ۸۰۰ صفحات، طباعت عکسی

مولفہ مولانا سید نور الحسن بخاری

قیمت ۱۸ روپے صرف رقم پیشگی بھیج کر منگوا لیں

دینی کتابوں کا مرکز — ڈاک خرچ معاف

توحیدی کتب خانہ

متصل مدرسۃ تعلیم الفرقان جامع مسجد توحید توحید چوک توحید نگر چاکیواڑہ کراچی

عین ۔ ح ۔ راولپنڈی

قصہ ایک اسلامی مملکت کے قیام کا

دروغ برگردن راوی :

کہتے ہیں کہ ایک ملک "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کے نام سے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کی "وساطت" سے "گلوب" پر بڑے لوگوں کے ڈائننگ روموں اور سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے "جغرافیہ سیکشن" میں گھومتا رہا۔ اُس ملک کے دو حصے تھے۔ یادش بخیر، ایک مشرقی پاکستان کے نام سے موسوم تھا، جب کہ دوسرا چار صوبوں کے "دلیر اور بہادر" پنجابی، سندھی، بلوچی اور پختون لوگوں کی "آماجگاہ"۔ اُس متحدہ اسلامی سلطنت کا آخری مسلمان فرمانروا جس کے دستخطوں والی تختی کو لے کر پہلے "حضرت انسان" نیل آرمسٹرانگ چاند پر اترے اور چاند کی مخلوق کو ان کی "عظمت" سے آگاہ کیا۔ میرا مطلب یہ ہے وہ قائداعظم کے "متحدہ پاکستان" کے آخری تاجدار بڑے فضائل و محاسن والے تھے۔ انہوں نے اپنے ملک میں آزادانہ انتخابات منعقد کروائے۔ انہوں نے اپنے ملک کے عیسائی وزیرِ قانون سے اسلامی آئین مرتب کروایا۔ جیسے ایک "میاں صاحب" خود دیکھ کر آئے۔ رباط میں دنیا بھر کے مسلمان حکمرانوں کی کانفرنس منعقد ہوتی تو "ہندوؤں" کے "مسلمان نمایندوں" کو وہاں سے "بھاگنے" پر مجبور کر دیا۔ یوں اپنے ملک کے ساتھ ساتھ اسلام کی خدمت میں بھی عالم اسلام کے اس "بطل جلیل" نے نمایاں کردار ادا کیا جسے مسلمانوں کی آنے والی نسلیں کبھی فراموش نہ کر سکیں گی۔

اس کے بعد ہوا یوں کہ انتخابات کے نتیجہ میں ایک صوبہ کے اندر غداروں کو بھوکے ننگے عوام کا نمایندہ بننے کا موقع مل گیا۔ انہوں نے آئین کی روح سے اقتدار کا مطالبہ کر دیا۔

مگر ٹھہریئے !...... ذرا ذہن پر زور دینے دیجیے۔ ہاں ٹھیک ہے۔ ایک اور صاحب بھی مطالبہ کرنے لگے کہ :

"بابا ! مجھے بھی دیدے اللہ کے نام پہ ایک اچھی سی وزارت"

مگر غداروں کے سر پہ اقتدار کی "اِنکا" سوار تھی۔ انہوں نے کہا ہم مخلوط حکومت بنانے سے رہے، آپ معاف ہی کریں تو بہتر ہے۔

اس محب وطن نے کہا چلو ایسا کرتے ہیں: "اُدھر تم، اِدھر ہم" مگر کبھی ایسا ہوا بھی ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں اکٹھی رہی ہوں؟ جواب وہی ملا جس کا ہر ذی شعور تصور کر سکتا ہے۔ انکار ہونا تھا ہو گیا۔

اس کے بعد اللہ کے "اُس" بندے نے "اسلام کے جلیل القدر فرزند" (جو کہ بالکل "ڈل مائینڈڈ" تھے، نہلے پہ دہلا، شراب جب اپنا اثر دکھاتی تو عجیب "کوہسار کا رومانی ماحول" "کری ایٹ" ہو جاتا۔ پھر کسی "رانی" اور "نوری" کی یاد ستاتی اور "ظلِ ہما" کی تلاش میں نکلتے۔ مگر صرف "ترانہ" سن کر ہی محفل برخاست کر دیتے) سے دوستی گانٹھی۔ دونوں میں گاڑھی چھننے لگی۔ وہ جو کسی نے کہا ہے تان کر :

"A MAN IS KNOWN BY THE COMPANY HE KEEPS"

کو سچ کر دکھایا۔ اُدھر "متوازی حکومت" قائم ہو گئی "اسلامی حکومت" کے مقابلے میں "سیکولر سٹیٹ" قائم کرنے کے خواب دیکھے جانے لگے۔ اسلام خطرہ میں پڑ گیا۔ اسلامی مملکت خطرے میں پڑ گئی ——

"دوست" کو "دوست" نے مشورہ دیا کہ "اللہ کے سپاہی" کس مرض کی دوا ہیں؟ انہیں ملک اور اسلام کے وسیع تر مفاد کی خاطر "دشمن پر ٹوٹ پڑنے کا" "انقلابی حکم" دیجیے ہاں، لیکن یاد رکھیے کہ شراب کے نشے میں "جہاد" کا اعلان بالکل نہ "کیجیے"۔ بالآخر "جہادِ اکبر" شروع ہوا "غازیانِ اسلام"، "کافروں" کی دس سال کی بچی سے لے کر ساٹھ سال کی بوڑھیا تک کے محافظ ثابت ہوئے۔

اور اسلام کی خوب "خدمت" کی۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ "بڑوں" کا کام یہ ہوتا ہے کہ اگر کہیں "لڑائی جھگڑا" ہو رہا ہو یا "دو بھائی" آپس میں "دست و گریباں" ہو رہے ہوں تو وہ صلح کرا دیتے ہیں۔ "روس" نام کے ایک ملک نے "مسلمانوں" اور "ہندوؤں کے ایجنٹوں" کو آپس میں "جنگ" بند کرنے اور "صُلح و صفائی" کے لیے ایک پلان (لندن پلان نہیں) پیش کیا، مگر مسلمانوں کے "خلیفہ" نے وارننگ دی کہ "چوہدری صاحب! آپ ہمارے داخلی معاملات میں مداخلت کرنے سے باز ہی رہیں تو بہتر ہے"۔ بات معقول تھی مگر "چوہدری صاحب" "چوہدری صاحب" جو ٹھہرے، انہوں نے جواباً کہا "جب ہم چند گھنٹوں کے اندر اندر فوجیں اتار کر ملک کے دونوں حصوں پر قبضہ کر لیں گے" "تب تم غریب

باقی صفحہ ۱۵ پر

بنگلہ دیش کے واقعات پر روسی اخبار کا تبصرہ

حالیہ عالمی حالات پر روس کا نقطۂ نگاہ

بنگلہ دیش کے عوام کے دوست یہ اُمید کر رہے ہیں کہ یہ جمہوریہ اپنی خارجہ پالیسی کے اہم اصولوں سے وفادار رہے گی، اور کرۂ ارض کے پُرامن اور سلامتی کے مفاد میں اپنے پڑوسیوں اور دوسرے ملکوں سے تعاون کرتی رہے گی۔ یہ بات سویت اخبار پراودا نے بنگلہ دیش کے واقعات کے عنوان سے اپنے ایک حالیہ تبصرہ میں لکھی ہے۔

اخبار نے نشاندھی کی ہے کہ خوندکر مشتاق احمد نے جنہیں اقتدار کی تبدیلی کے نتیجے میں صدر بنایا گیا ہے، اپنے ملک کی خارجہ پالیسی کے تسلسل اور دوسری ریاستوں سے کیے گئے معاہدوں اور اقرارناموں سے وفاداری کا اعلان کیا ہے۔

تاہم پراودا نے خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ کہیں وہ قوتیں جو مجموعی طور پر قومی آزادی کی پوری تحریک اور بنگلہ دیش کے عوام کی امن، خوش ہمسائیگی اور سماجی اور اقتصادی ترقی کے فروغ کی خواہش کی مخالف ہیں۔ اس ملک کی مزید نشو نما پر اثر انداز نہ ہو جائیں۔

اخبار نے لکھا ہے کہ چونکہ برصغیر جنوب ایشیاء نہ صرف اس علاقے میں واقع اقوام کے مستقبل پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ بین الاقوامی تعلقات کی عام فضا کو متاثر کرنے والا ایک نمایاں عنصر بھی ہے اس لیے یہ بات ضروری ہے کہ بنگلہ دیش کے واقعات سے ان عناصر کو جو ستر کروڑ کی آبادی کے برصغیر جنوبی ایشیاء کی صورتِ حال کو معمول پر لانے کے مخالفین کو مزید سرگرم ہونے اور کشیدگی کی نئی آماجگاہیں قائم کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

اس بارے میں سویت موقف کی وضاحت کرتے ہوئے پراودا نے لکھا ہے کہ جہاں تک سویت یونین کا تعلق ہے یہ ملک اپنی لیننی خارجہ پالیسی کے اصولوں کا وفادار ہے وہ برابر امن اور آزادی کے جائز کاز کیلئے جد وجہد میں قومی تحریکِ آزادی قوتوں کو وسیع امداد و حمایت کرتا رہا ہے۔ اور آئندہ بھی کرتا رہے گا سویت یونین عوامی جمہوریہ بنگلہ دیش کے ساتھ اپنے تعلقات میں اسی نقطۂ نظر کو پیشِ نظر رکھتا ہے۔

سویت یونین اور بنگلہ دیش کے تعلقات روزِ اوّل سے ہی اقتدارِ اعلیٰ، علاقائی سالمیت اور ایک دوسرے کے داخلی معاملات میں عدم مداخلت اور سیاسی اقتصادی اور دیگر شعبوں میں مساویانہ طور پر باہمی طور پر مفید تعاون کے اصولوں کی بنیاد پر قائم ہیں۔

آخر میں اخبار نے لکھا ہے کہ اگرچہ بنگلہ دیش کی تاریخ زیادہ پرانی نہیں تاہم یہ نوخیز جمہوریہ نو آبادیاتی اور نئے نو آبادیاتی نظام اور نسل پرستی کی ہر صورت اور ہر مظاہرے کے خلاف اور متنازعہ مسائل کے پُرامن تصفیہ پر کمربستہ رہی اور نہ قائم ہوئی تھی۔ اس کا مقصد اہم مسائل کا پرامن حل رہا ہے۔ اس نے کشیدگی کے مراکز اور غیر ملکی علاقوں پر سامراجی فوجی اڈوں کے قیام کے خلاف اور دنیا کے تمام حصّوں میں پُرامن بقائے باہمی کے اصولوں کو پھیلانے کے لیے جد وجہد کی ہے۔

کیوبا کی ناکہ بندی کا خاتمہ

لاطینی امریکہ میں سوشلسٹ کیوبا کا قیام اور استحکام ایک ایسی حقیقت ہے جس نے پوری تیسری دنیا اور غیر جانبدار ملکوں کی تحریک کو متاثر کیا ہے۔ کیوبا کے عرب ملکوں اور خاص طور سے الجزائر، شام، یمن، لیبیا اور مصر کے ساتھ بہت اچھے تعلقات ہیں۔ حال ہی میں سوشلسٹ کیوبا کے استحکام اور استقلال کی ایک اور جیت ہوئی ہے۔ جبکہ امریکہ میں ریاستوں کی تنظیم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ گیارہ سال قبل کیوبا کی جو ناکہ بندی کی گئی تھی اسے اب ختم کر دیا جائے۔ یقیناً یہ فیصلہ بین الاقوامی سیاسی حالات کے رُخ کے مطابق ہے۔ اس سے امریکہ اور سوشلسٹ ملکوں کے درمیان کشیدگی اور سرد جنگ میں کمی کا پتہ چلتا ہے۔ یہ حقیقت پسندی اور دانشمندی کا تقاضا بھی تھا کہ کیوبا کی ناکہ بندی ختم کر دی جائے۔ لاطینی امریکہ کے ملک کئی سال سے متواتر یہ مطالبہ کر رہے تھے۔ ساری دنیا کے ترقی پسند اور ترقی پذیر اور غیر جانبدار ملک بھی یہی چاہتے تھے۔ کیوبا کے استحکام اور اس کے بین الاقوامی وقار میں اضافے کا باعث خاص طور سے دو باتیں ہیں۔ وہاں نئی سماجی زندگی کی تعمیر اور اس کی بااصول

اور واضح خارجہ پالیسی۔ یہ بات عرصہ ہوا سیاسی مبصرین پر عیاں ہو چکی تھی کہ امریکہ کو ایک نہ ایک دن سوشلسٹ کیوبا کی ناکہ بندی ختم کرنا پڑے گی۔ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ امریکی ریاستوں کی تنظیم نے گیارہ سال قبل انقلابی کیوبا کی ناکہ بندی کر کے ایک سفارتی اور سیاسی غلطی کی ہے۔

کیوبا کے خلاف اقدامات اور پابندیوں کا خاتمہ غیر جانبدار ملکوں کی تحریک کی بھی فتح ہے یہ اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ اس جزیرہ کی خودداری کا اعتراف کر لیا گیا ہے۔ اور اسے اسکی راہ سے ہٹانے کی تمام کوششیں بے سود ہو رہی ہیں۔ اس کا بین الاقوامی وقار، اس کی تیسری دنیا سے تجارت اور تعلقات ان تمام باتوں کی علامت ہیں۔ یہ کامیابی دنیا کے تمام ترقی پسند لوگوں کی فتح ہے۔ جو امریکی ریاستوں کے غیر قانونی اور امن دشمن اقدام کو کالعدم قرار دینے کی جدوجہد کر رہے تھے۔ اس کے ساتھ امریکی ریاستوں کی تنظیم کی قرارداد اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ سیاسی بائیکاٹ اور اقتصادی جبر اور حکم کی پالیسی آج کی دنیا میں ناکام ہی رہتی ہے۔ اب تو مغربی نصف کرہ میں معاہدہ ریوڈی جینرو کی تنسیخ کا مطالبہ بھی شدت پکڑتا جا رہا ہے۔ جو اس آدھی دنیا میں سرد جنگ چھیڑنے کی مشین بنا رہا ہے۔ یہ معاہدہ جواب سے تقریباً

پچیس سال قبل عمل میں آیا تھا کیوبا کے خلاف سرد جنگ اور اقدامات کا بہت حد تک باعث رہا ہے۔ اس کے ذریعہ سرد جنگ کے دور میں بار بار لاطینی امریکی ملکوں کے داخلی امور میں مداخلت کی گئی۔ یہ معاہدہ لاطینی امریکہ میں ان ترقی پسند قوتوں کے خلاف استعمال کیا گیا جو ان ملکوں کے تیل، تانبا اور دوسرے قدرتی وسائل کو اجارہ داریوں سے چھڑا کر قومی ملکیت میں لانا چاہتے تھے۔ یہ عناصر اقتصادی آزادی اور قومی ترقی چاہتے تھے۔ یہ حرکتیں وینیزویلا، پناما اور ڈومینکن جمہوریہ میں کی گئی تھیں۔ اس کے ذریعہ گیارہ سال کیوبا کی ناکہ بندی کی گئی تھی۔ یہ اقدام اس کے سوشلسٹ راہ اپنانے کی سزا کے طور پر کیا گیا تھا۔ اس کے خلاف ہر قسم کی سیاسی، سفارتی اور اقتصادی پابندیاں عاید کی گئی تھیں۔ بہر حال اب اس غلطی کا اعتراف ہو رہا ہے اور پہلے ہی خود امریکی ریاستوں کی تنظیم (OAS) کے رکن کئی ملک کیوبا سے تعلقات بحال کر چکے ہیں۔ وہ معاہدے ریوڈی جینرو میں دیانت کے پیشِ نظر اہم تبدیلیاں چاہتے ہیں۔ بین الامریکی تعلقات برابری، حق خود ارادیت اور عدمِ مداخلت کے اصولوں پر قائم کئے جائیں وہ چاہتے ہیں کہ لاطینی ملک اپنے قومی اور اقتصادی تقاضوں کے مطابق تیسری دنیا سے زیادہ قریب آئیں۔ اور غیر جانب دار ملکوں سے دوستی بڑھا سکیں۔ اس میں سب سے بڑی رکاوٹ پنٹاگون کے حکام کی سخت اور ازکار رفتہ پالیسی ہے۔ وہ عرصہ تک لاطینی امریکہ کو اقتصادی اور جنگی جارحیت کا نشانہ بنا چکے ہیں۔

عراق اور سوشلسٹ ملکوں کی تنظیم کے درمیان تعاون

ماسکو: سوویت یونین میں عراق کے سفیر جناب عبد الباقی اور باہمی اقتصادی امداد کی کونسل (CMEA) کے سیکرٹری مسٹر نکولائی فدائیف نے حال ہی میں ایک ہمہ پہلو اقتصادی، سائنسی اور فنی تعاون کے معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔

یہ معاہدہ اپنی قسم کا پہلا معاہدہ تھا جو سوشلسٹ برادری کے ملکوں کی اس تنظیم (CMEA) اور ایک ترقی پذیر ملک کے درمیان عمل میں آیا۔ اس سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ اس تنظیم کے رکن ملک عراق کی آزادانہ اقتصادی ترقی کی رفتار بڑھانے کے لیے امداد دینے پر آمادہ ہیں۔

عراق میں سوویت یونین اور ہنگری نے پہلے ہی شمالی رومیلہ میں تیل کے ایک بڑے قومی کنوئیں کی تعمیر کے لیے امداد فراہم کی تھی۔ اب اس سے سالانہ ایک کروڑ ۸۵ لاکھ ٹن تیل نکالا جاتا ہے۔ بصرہ میں تیل صاف کرنے کے کارخانے کے لیے بھی (CMEA) کے رکن ممالک امداد فراہم کرتے ہیں۔ اس کارخانے کی سالانہ پیداوار عراق میں ایسے دوسرے کارخانوں کی مجموعی پیداوار کے برابر ہے۔ مزید یہ کہ عراق میں اس تنظیم کی امداد سے دو سو سے زیادہ صنعتی ادارے جن میں بجلی کا سامان تیار کرنے والے پلانٹ، میکانیکل انجینئرنگ کے کارخانے اور شیشے اور ادویہ سازی کی فیکٹریاں شامل ہیں قائم کئے گئے ہیں۔ گزشتہ دو سال میں اس تنظیم کے ملکوں اور عراق کے درمیان مزید ۲۵ اقتصادی، سائنسی اور فنی تعاون کے معاہدے بھی ہوئے ہیں۔

کونسل کے اراکین درحقیقت ترقی پذیر ملکوں کے ساتھ تجارتی، اقتصادی اور سائنسی تعاون کا پروگرام مزید پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کا مقصد ترقی پذیر ملکوں کی معیشت کو تقویت دینا ہے۔ اس خواہش کا اظہار اس معاہدے سے ہوتا ہے جس پر حال ہی میں میکسیکو کے وزیرِ خارجہ نے دستخط کئے تھے۔ یہ معاہدہ اقتصادی تعاون کے لیے تھا۔

سوشلسٹ ملک کونسل (CMEA) کے زیر اہتمام ترقی پذیر ملکوں سے اقتصادی تعاون بہت با اصول طور سے کرتے ہیں۔ یہ اصول برابری، آزادی کے باہمی احترام، علاقائی سالمیت اور کسی ملک کے داخلی معاملات میں عدم مداخلت کے ہیں۔ ان اصولوں کے تحت باہمی مفاد پیشِ نظر ہوتا ہے۔

اسرائیل کے انخلاء سے ہی مشرقِ وسطیٰ میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

ماسکو: مشرقِ وسطیٰ کی موجودہ صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے سوویت اخبار پراودا نے لکھا ہے کہ اسرائیل کا برسراقتدار طبقہ اقوام متحدہ کی

سلامتی کونسل کی قراردادوں کی نفی کرتا ہے۔ اور مشرقِ وسطیٰ کے جھگڑے کے پرامن تصفیے کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے۔

اخبار نے لکھا ہے کہ اس جھگڑے کی بنیاد کو ختم کرنے اور عربوں کے مقبوضہ علاقوں کو خالی کرنے کی بجائے اسرائیل عربوں میں تفرقہ ڈالنے کی علیحدہ بات چیت اور معاہدہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

پراودا نے آگے چل کر لکھا ہے کہ صحیح معنوں میں امن صرف اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب عربوں کے تمام مقبوضہ علاقے خالی کر دیئے جائیں، فلسطینیوں کی قومی امنگوں کی تکمیل ہو جائے اور علاقے کے تمام ممالک کی خود مختاری کو تسلیم کر لیا جائے۔

بین الاقوامی اجارہ داریاں پرتگال میں معاشی دشواریاں پیدا کر رہی ہیں: پراودا

ماسکو: پرتگال کی صورتِ حال پر تبصرہ کرتے ہوئے سوویت اخبار پراودا نے لکھا ہے کہ بین الاقوامی اجارہ داریاں غذائی اور معاشی مشکلات پیدا کر کے پرتگال کی معیشت کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔

پراودا نے اپنے تبصرے میں خاص طور پر مشترکہ مارکیٹ کی لیڈر شپ کا حوالہ دیا ہے جو پرتگال کو مشروط مالی امداد دینے کی پیشکش کر رہے ہیں۔ یہ امداد اجارہ داریوں کے مفاد میں ہے اور اس سے پرتگال کی آزاد معیشت کے متاثر ہونے کا خطرہ ہے۔

سوشلسٹ اور کمیونسٹ ممالک اور محنت کش پارٹیاں جو پرتگال کی انقلاب کی حمایت کرتی ہیں، پرتگال کے اندرونی معاملات میں بیرونی مداخلت کی پُرزور مذمت کرتی ہیں۔

اخبار نے آگے چل کر لکھا ہے کہ پرتگال کی صورتِ حال کتنی ہی پیچیدہ کیوں نہ ہو، اسے پرتگالیوں کو خود حل کرنا چاہیے۔ پرتگال کے معاملات میں بیرونی مداخلت ہیلسنکی کانفرنس کے اصولوں کی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔

ٹریڈ یونینوں کی عالمی فیڈریشن کی جانب سے پرتگال میں رجعت پسندانہ جرائم کے خاتمہ کا مطالبہ

ماسکو ۲۶ اگست: ٹریڈ یونینوں کی عالمی فیڈریشن نے تمام جمہوری طاقتوں اور بین الاقوامی ٹریڈ یونین تحریک سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ پرتگال میں جمہوریت کے تحفظ کے لیے آواز بلند کریں۔ ٹریڈ یونینوں کی عالمی فیڈریشن نے امید ظاہر کی ہے کہ پرتگال کی جمہوری طاقتیں اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھیں گی۔ اور پرتگال کو فاشسٹ قوتوں کی جانب سے جو خطرہ لاحق ہے اس کا بھرپور جواب دیں گی۔ اور ۲۵ اپریل ۱۹۷۴ء کو شہنشاہیت کا تختہ الٹنے کے بعد پُرامن انقلابی عمل کو جاری رکھیں گی۔

پرتگال میں انقلاب کے خلاف خوف و تشدد کی فضا برقرار رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کمیونسٹوں کے خلاف رجعت پسند طاقتوں نے متحدہ محاذ بنا لیا ہے اور وہ پرتگال میں جمہوری عمل کو روکنے اور پرتگال کو ماضی کے دھندلکوں میں لے جانے کیلئے کوشاں ہیں۔

فاشسٹ طاقتوں نے گزشتہ دنوں اذورس کے علاقے کو اپنے اوچھے ہتھکنڈوں کا نشانہ بنایا تاکہ اس علاقے میں بیرونی فوجی اڈے برقرار رکھے جا سکیں۔

ٹریڈ یونینوں کی عالمی فیڈریشن اذورس میں فاشسٹ طاقتوں کے ہتھکنڈوں کی پُرزور مذمت کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ اس علاقے سے تمام بیرونی فوجی اڈوں کو ختم کر دیا جائے کیونکہ ان کی موجودگی سے عالمی امن کو خطرہ لاحق رہے گا۔ اور یقیناً لاحق ہے۔

سوویت، ویت نامی معاشی تعاون

ماسکو: سوویت اور ویت نامی حکومتوں کے درمیان معاشی اور سائنسی تکنیکی تعاون کے سلسلے میں ایک مشترکہ اجلاس کی دوسری نشست ماسکو میں منعقد ہوئی۔

سوویت یونین کے وفد کے سربراہ وزراء کی کونسل کے ڈپٹی چیئرمین ولادی میر نوویکوف اور ویت نامی وفد کے سربراہ نائب وزیرِ اعظم لی تھن نگی تھے۔

اجلاس میں سوویت یونین اور ویت نام کے درمیان آبادکاری اور تعمیراتی منصوبوں پر تعاون کے سلسلے میں غور کیا گیا جو ویت نام کی قومی معیشت کے لیے بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایندھن، کوئلہ اور تعمیراتی سامان کی صنعتوں کے بارے میں بھی تبادلۂ خیال کیا گیا۔

۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران سوویت یونین اور ویت نام کے درمیان تعاون کے نتیجے میں ویت نام میں کئی ایسے منصوبوں پر عملدرآمد شروع ہو گیا جو ویت نام کی قومی معیشت کے لیے ضروری ہیں۔

پرتگال کے عوام اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کریں: پراودا

ماسکو: سوویت عوام، جو دوسرے ملکوں کے اندرونی معاملات میں عدمِ مداخلت کے اصول کا ثابت قدمی سے دفاع کرتے ہیں، اس بات پر زور دیتے ہیں کہ پرتگال عوام کو جن پیچیدہ مسائل کا سامنا ہے وہ خود ہی ان کو حل کریں۔ یہ بات سوویت یونین کے ممتاز روزنامے پراودا نے پرتگال کی صورتِ حال پر اپنے ایک حالیہ تبصرے میں

پراودا نے لکھا ہے کہ سوویت عوام پرتگالی جمہوریت پسندوں کی خواہشات کے ساتھ گہری ہمدردی رکھتے ہیں جو وہ مسلح افواج کی تحریک، کمیونسٹوں، سوشلسٹوں اور بائیں بازو کی ترقی پسند قوتوں کے درمیان اتحادِ عمل پیدا کرنے، ملک میں فسطائیت دشمن جمہوری حکومت کو مستحکم بنانے

اور پرتگال کے عوام کی انقلابی کامیابیوں کے دفاع کی جدوجہد کے لیے رکھتے ہیں۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے ترجمان، روزنامہ پراودا نے لکھا ہے کہ پرتگال کی موجودہ صورت حال ان واقعات کی یاد دلاتی ہے جو چلی میں فسطائیت کی بغاوت سے قبل وہاں رونما ہوئے تھے۔

سوویت اخبار نے موجودہ صورت حال کا ذمہ دار پرتگال کی سوشلسٹ پارٹی کے رہنماؤں کو قرار دیا ہے جنہوں نے عوامی ڈیموکریٹک پارٹی میں شامل اپنے اتحادیوں کے ساتھ مل کر عوام اور فوج کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور مسلح افواج تحریک کی صفوں کے گھر سے اتحاد کو متزلزل کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔

روزنامہ پراودا نے اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ بین الاقوامی رجعت پرست قوتوں نے پرتگال کے انقلاب کے ابتدائی دنوں ہی میں ملک کے اندرونی امور میں مداخلت شروع کر دی تھی تاکہ سیاسی صورت حال کو اپنے لیے مفید بنایا جا سکے۔ ناٹو کی فوجی۔ سیاسی تنظیم کے رہنماؤں نے بدطینتی کے ساتھ پرتگال پر وار کیا۔ اس سلسلے میں انھوں نے پرتگال کو اقتصادی میدان میں بلیک میل کرنے کا راستہ اپنایا اور پریس میں افترا طرازیوں کی مہم شروع کی۔

سوویت اخبار نے اس بات پر زور دیا کہ اس وقت یہ بات اہم ہے کہ پرتگال کی سیاسی قوتوں کے ساتھ، جو اندرون اور بیرون ملک رجعت پرست عناصر کے خلاف استقلال کے ساتھ جدوجہد میں مصروف ہیں، عوام الناس کی یکجہتی کا مظاہرہ کیا جائے۔

پراودا نے ساری دنیا کی جمہوریت پسند قوتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ پرتگال کے کمیونسٹوں کی حمایت کریں جو عوام کی خواہش کا احترام کرتے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔

ماسکو: سوویت امن کمیٹی کے ایک حالیہ بیان میں امن کے کاز کے تمام حامیوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ بین الاقوامی کشیدگیوں میں پیدا ہونے والی کمی کو غیر متغیر بنانے، تخفیف اسلحہ کے سلسلے میں بنیادی اہمیت کی کامیابیاں حاصل کرنے، نوع انسانی کی زندگی سے جنگ کو خارج کرنے اور تمام قوموں کی سلامتی کا مستحکم طور پر تحفظ کرنے کی جدوجہد میں شامل ہو کر اس جدوجہد میں مزید اضافہ کریں۔

بیان میں کہا گیا ہے کہ آج سے تیس سال قبل جاپانی شہروں، ہیروشیما اور ناگاساکی کی آبادی ایٹم بموں کا شکار ہوئی تھی۔ ان شہروں کو ایٹم بموں کا نشانہ بنانے کے نتیجے میں لاکھوں افراد ہلاک و زخمی ہوئے اور لاکھوں افراد ایٹمی تابکاری سے متاثر ہوئے۔ وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار کو استعمال کرنے کے ایسے ہولناک نتائج برآمد ہوئے۔

سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ریاستوں اور تمام امن پسند قوتوں نے ایک ایٹمی جنگ کی روک تھام کرنے اور سرد جنگ کے حالات ختم کر کے بین الاقوامی کشیدگیوں میں کمی کی راہ ہموار کرنے کے لیے سخت جدوجہد کی ہے۔ اور اس طرح نوع انسانی کی پرامن نشوونما میں اعتماد کو استحکام حاصل ہوا ہے۔ سلامتی اور باہمی تعاون سے متعلق حالیہ کل یورپی کانفرنس کے کامیاب اختتام سے براعظم کی قوموں کی زندگی میں ایک نئے مرحلے کا آغاز ہوا ہے۔ جہاں دو عالمی جنگیں لڑی جا چکی ہیں۔

بیان میں کہا گیا ہے کہ سوویت عوام ۲۴ ویں پارٹی کانگریس کے منظور کردہ امن پروگرام سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اپنے اس پختہ یقین کا اظہار کرتے ہیں کہ بار آور تعاون اور امن پسند قوتوں کے بڑھتے ہوئے قوت اثر کے نتیجے میں ہتھیاروں کی دوڑ کے خاتمے اور تخفیف اسلحہ کے سلسلے میں مدد ملے گی۔

ساری دنیا کی آبادی کو غذا کی فراہمی کے عالمگیر مسئلے کو بین الاقوامی باہمی تعاون کے ذریعے ہی حل کیا جا سکتا ہے: سوویت نائب وزیر زراعت

ماسکو: تمام ممالک کی آبادی کو غذا کی فراہمی کے شدید اور عالمگیر مسئلے کو وسیع بین الاقوامی تعاون کے ذریعے ہی حل کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات سوویت یونین کے نائب وزیر زراعت اور تحفظ نباتات کی بین الاقوامی کانگریس کی انتظامی کمیٹی کے چیئرمین، اناطولی گولت سوف نے کہی۔ یہ کانگریس آج سے ماسکو میں شروع ہو رہی ہے

انھوں نے مزید کہا کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ایک اہم ترین بات یہ ہے کہ فصلوں کو کیڑوں مکوڑوں، بیماریوں اور گھاس پھوس وغیرہ سے محفوظ رکھا جائے۔ جن کے سبب ۲۵ فی صد تک فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ماسکو کانگریس میں ۵۴ ملکوں کے دو ہزار سے زیادہ نمائندے حصہ لیں گے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کانگریس میں انتہائی ترقی یافتہ ممالک کے نمائندوں کے علاوہ ایشیا اور افریقہ کے نوآزاد ممالک کے ماہرین بھی حصہ لیں گے۔

سوویت یونین کے نائب وزیر زراعت نے کہا کہ فصلوں کے تحفظ اور غذائی اشیاء کی پیداوار میں اضافے کے اہم مسائل کو زیادہ بہتر طور پر حل کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ روئے زمین پر سیاسی صورت حال بہتر ہو جائے۔

ہیلسنکی میں ہونے والی حالیہ یورپی کانفرنس اسی مقصد کی تکمیل کرتی ہے۔

چٹ پر سرخ نشان
چندہ ختم
ہونے کی علامت ہے

مدارس دینیہ سرکاری تحویل میں؟

شریعت کیا کہتی ہے؟

دارالافتا مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ خانقاہوں، مساجد اور دینی مدارس کے متولیان اوقاف کو کسی بھی ملک کی کوئی حکومت بغیر کسی ایسے امر کہ شرعاً ان کا عزل واجب ہوگیا ہو، معزول کرکے ان اوقاف کو اپنی تحویل میں لینے کی شرعاً مجاز ہے یا نہیں؟

بینوا بالدلیل توجروا عند الجلیل۔

الجواب وباللہ التوفیق للسداد والصواب

کسی حکومت یا کسی بھی بالا دست طاقت کا ان اوقاف کے متولیوں کو معزول کرکے خود قبضہ کرنے سے اگر مقصد یہ ہو کہ چونکہ یہی ادارے علم و دین کے محافظ و نگہبان ہیں اور ان ہی سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پیغمبرانہ آواز بلند ہوتی ہے اور الحاد و زندقہ کی راہ میں سدِ سکندری یہی ادارے ہیں لہٰذا ان پر قبضہ کرکے ان کی اس آواز کو ختم کر دیا جائے تاکہ الحاد و زندقہ کی راہ ہموار اور صاف ہو جائے، تو یہ بات تو لاریب موجب کفر ہے اور اگر یہ مقصد نہ ہو تو پھر بھی بدون اس امر کے کہ شرعاً ان کا معزول کرنا واجب ہوگیا ہو، معزول کرکے خود قبضہ کرنا اپنی تحویل میں لینا نہ شرعاً و قانوناً جائز ہے اور نہ ہی سیاستہً۔

شرعاً

تو اس لیے کہ اس بات پر تمام امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ کسی بھی متولیِ وقف کا عزل بلا جواز شرعی جائز نہیں۔ ائمہ اربعہ کی کتب فقہ اس مسئلہ سے بھری پڑی ہیں۔ "مشتے نمونہ از خروارے" چند کتب کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ فقہ حنفی (الف) شامی ص۵۳۴ ج ۳ بڑی صراحت کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں کہ:

لا یجوز للقاضی عزل الناظر المشروط لہ النظر بلا خیانۃ ولو عزلہ لا یصیر الثانی متولیا

(وقال بعد اس طرح)

وان کان للوقف متولی من جہۃ الواقف او من جہۃ غیرہ من القضاۃ لا یملک القاضی نصب متولی آخر بلا سبب موجب لذلک الخ

یعنی قاضی (حاکم) کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی بھی متولیِ وقف کو بلا کسی ایسے سبب کے جو شرعاً اس کے عزل کا موجب ہو معزول کرکے دوسرے کسی کو اس کی جگہ مقرر کرے۔

(ب) احناف کی معتبر و متداول کتاب درمختار ص۵۳۳ ج ۳۔ رقم طراز ہے کہ:

فلو مامونا لم تصح تولیۃ غیرہ

یعنی اگر کوئی متولی وقف مامون ہو تو اس کو معزول کرکے دوسرے کسی کو متولی بنا دیا گیا تو دوسرے کی نوعیت شرعاً صحیح نہ ہوگی۔ شرعاً اسی معزول ہی کو متولیِ وقف سمجھا جائے گا۔ جس کا اثر یہ ہوگا کہ اس وقف میں کسی قسم کا تصرف شرعاً معتبر نہ ہوگا اور اس معزول کردہ کے تمام تصرفات (جائز) معتبر و نافذ ہوں گے۔

(ج) درمختار ص۵۸ ج ۳۔ میں مسطور ہے کہ

لیس للقاضی عزل الناظر بمجرد شکایۃ المستحقین حتی یثبتوا علیہ۔

یعنی قاضی (حاکم) کے لیے یہ جائز نہیں کہ محض لوگوں کی شکایت پر متولیِ وقف کو معزول کر دے جب تک کہ وہ دلائل شرعیہ سے یہ ثابت نہ کر دیں کہ شرعاً اس کا معزول کرنا واجب ہوگیا ہے۔

(د) فقہ حنفی کی معتبر و متداول کتاب بحرالرائق ص۲۳۳ ج ۵۔ میں بڑی صراحت کے ساتھ مذکور و مسطور ہے:

"وقد علمت فیما سبق انہ لو عزلہ بغیر جنحۃ لا ینعزل"

یعنی سابق سے معلوم ہو چکا ہے کہ اگر قاضی (حاکم) بغیر جرم شرعی کے جو (اس کے عزل کو واجب کر دے) متولیِ وقف کو معزول کرے گا تو اس کو معزول کرنا شرعاً جائز نہ ہوگا۔

ہ سلطان عالمگیر کے زمانے میں ان کی راستے

اور حکم سے تمام ہندوستان کے اکابر علماء کرام نے قوانین اسلامی کا جو مجموعہ اسلامی حکومت کے لیے تیار کیا تھا اور جس پر آج تک تمام احناف کا عمل ہے اس مجموعہ قوانین اسلامیہ المسماۃ لعالمگیری صہ ۴۲۵ ج ۲ میں تحریر ہے کہ:

فان طعن فی الوالی طاعن لم یخرجہ القاضی من الولایۃ الا بخیانۃ ظاہرۃ

(س) ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد کی زیرنگرانی شائع شدہ کتاب مجموعہ قوانین اسلام صہ ۱۱۲۹ ج ۳۔ (مصنف جناب تنزیل الرحمٰن صاحب مشیر قانون ادارہ تحقیقات اسلامیہ پاکستان) میں صراحتہً تحریر ہے کہ اگر کسی وقف کا متولی موجود ہو تو اسکی موجودگی میں عدالت کو وقف میں تصرف کا حق حاصل نہ ہوگا الا یہ کہ متولی تصرف سے انکار کردے۔

۲- فقہ مالکی- (الف)

وینظر فیہ من شرط الواقف امابنفسہ او بالموقوف علیہ او بغیرہما وان لم یشترط الواقف النظارۃ لاحد فالحاکم یکون ناظراً۔ فیض الالہ المالک وعمدۃ المناسک صہ ۹۵ ج ۲۔

یعنی وقف میں تصرف کا وہی شخص مجاز ہوگا جس کو واقف نے خود مقرر کیا ہو۔ خواہ واقف نے خود کو اس کا متصرف شرط کر رکھا ہو یا موقوف علیہ کو یا کسی بھی اور شخص کو۔ لیکن اگر واقف نے کسی کو بھی وقف کا متولی مقرر نہ کیا ہو تو پھر بس حاکم کو تولیت وتحویل کی شرعاً اجازت ہے۔

یعنی حاکم کی تولیت اسی صورت میں جائز ہوگی جب کہ وقف بغیر کسی کی تولیت کے موجود ہو۔

(ب) ویعزل الناظر الذی ارا ذلک رای خلاف شرط الواقف او عمل السنن الماضیۃ) لثبوت خیانتہ وعدم تصرفہ بالمصلحۃ وفتحہ باب الفتنۃ والھرج والشر۔ (فتح العلی المالک صہ ۲۱۶ ج ۲)

یعنی صرف اس متولی کو معزول کیا جا سکتا ہے جو شرط واقف والی خیانت کا مرتکب ہوا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں اس کے خلاف مصلحت تصرف کی وجہ سے فتنہ وفساد اور باہمی نزاع وجدال کا باب مفتوح ہوگا۔

فقہ حنبلی:

ولاینظر لحاکم مع ناظرٍ خاصٍ لکن لحاکم النظر العام فیعترض علیہ ان فعل مالا یسوغ۔ الاقناع صہ ۱۶ ج ۳

یعنی متولی کی موجودگی میں حاکم کو حقِ تصرف نہیں الا یہ کہ اس متولی سے کوئی ناجائز فعل سرزد ہوا ہو تو حاکم کو اس پر اصلاح کے لیے اعتراض کا حق حاصل ہوگا۔

فقہ شیعی:

مسئلہ صہ ۲۶۹۹۔ اگر متولیٔ وقف خیانت کند عایدات آں رالمصرفے کہ معین شدہ نرساند حاکم شرع میتواند بجائے او متولی امینے معین نماید توضیح المسائل صہ ۴۴۰ مصنفہ آقائے الحاج سید ابوالقاسم الموسوی الخوئی وتوضیح المسائل صہ ۴۱۲ مصنفہ سید محمود حسنی شاہرودی وتوضیح المسائل صہ ۴۸۰، مصنفہ سید آقا سید محسن طباطبائی۔

قانوناً: اس لیے کہ (الف) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی دفعہ بیس ۲۰ پیراگراف نمبر ۲ میں بنیادی حقوق کے سلسلے میں صراحت ہے کہ:

"ہر مذہبی فرقہ کو حق حاصل ہے کہ وہ مذہبی ادارے قائم کرے۔"

(ب) اگر کوئی نیا قانون بنا کر ان مذہبی اداروں میں دخل کا جواز پیدا کیا جائے تو آئینِ پاکستان کی دفعہ ۲۰ کے پیراگراف ۲۔ب کی اس صراحت کی خلاف ورزی ہوگی جس میں صراحت ہے کہ:

"حکومت ایسا کوئی قانون نہیں بنائے گی جس کی رو سے عطا کردہ بنیادی حقوق پامال ہو جائیں یا ان میں کمی واقع ہو جائے اور کوئی ایسا قانون جس کی رو سے موجودہ شق کی خلاف ورزی ہو، وہ قانون اس خلاف ورزی کی حد تک کالعدم ہوگا۔"

نیز آئین پاکستان کی دفعہ ۲۲۷ پیراگراف ۱ میں صراحت موجود ہے کہ:-

"اور کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کرتا ہو۔"

جب کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تقریباً تمام امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ بغیر اس کے کسی متولیٔ وقف کا عزل شرعاً واجب ہو گیا ہو حاکم کو دخل دینا جائز نہیں۔

(ج) ۱۹۷۲ء کی نئی تعلیمی پالیسی میں نجی اور پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں کا تذکرہ ہے، لیکن اس میں مذہبی وتعلیمی اداروں کا کوئی تذکرہ نہیں

لہٰذا اس نئی تعلیمی پالیسی کا تقاضا ہے کہ مذہبی تعلیمی اداروں کو اپنے مشن کی تکمیل کے لیے رواں دواں رہنے دیا جائے۔ بلکہ اس نئی تعلیمی پالیسی میں تو ان سکولوں اور کالجوں کو حکومت کی تحویل میں لینے سے مستثنیٰ قرار دیئے جانے کا اختیار دیا گیا ہے جو خیراتی اور غیر تجارتی ہوں، جب کہ یہ مذہبی ادارے کلیتہً خیراتی اور غیر تجارتی ہیں۔

(د) بصورت کہ متولیٔ وقت سے کوتاہی سرزد ہوتی ہو، حاکم کے لیے اس کو معزول کرنا اسی وقت درست ہے جب کہ دوسرے مقرر کردہ سے یہ توقع ہو کہ وہ اس معزول سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرے گا، لیکن اگر اس کے برعکس غالب یہ ہو کہ پہلا جو تھوڑا بہت کام کرتا تھا دوسرا اتنا بھی نہیں کرے گا اس صورت میں اوّل کا معزول کرنا درست نہ ہوگا۔

سیاستہ: اس لیے کہ [illegible] ف)

ان تعلیمی اداروں میں سرکاری مداخلت کی وجہ سے عوام بلکہ خواص تک میں حکومت کے خلاف مداخلت فی الدین کے الزام میں جذبات مشتعل ہوں گے۔

(ب) آئندہ لوگ ایسے کار خیر سے رک جائیں گے

(ج) یہ ادارے عوام کے پُر خلوص عطیات سے دینی تعلیم کی نشر و اشاعت کے عظیم مشن میں بار آور مساعیٔ جمیلہ بروئے کار لا رہے ہیں لیکن حکومت کی مداخلت کی وجہ سے یہ ادارے جو مسلمانوں کا مذہبی سرمایہ ہیں ان پر خلوص عطیات سے کلیتہً محروم ہو جائیں گے۔

د ان اداروں کے متولیان کرام مشنری جذبہ کے تحت ان کی ترقی کے لیے شب و روز تگ و دو کر رہے ہیں، لیکن بصورت مداخلت ان کے نظم ونسق پر ایسے لوگ مسلط ہو جائیں گے جو قطعاً ان جذبات سے عاری ہوں گے اور محض نوکری کے لیے یہ کام انجام دیں گے جس کی وجہ سے یہ ادارے نہ صرف زوال پذیر ہوں گے، بلکہ بہت جلد اپنی پوزیشن بھی کھو بیٹھیں گے۔

بقیہ: قصہ ایک مملکت

لوگوں، کو بات کرنے کا "سلیقہ معلوم ہوگا"۔

قارئین کرام! نتیجہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ وہ مچھلی جو دریا میں مگرمچھ سے بگاڑ کر رکھے اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ غدار اکثریت میں تھے جیت گئے۔ ہمارے "صف شکن" قید کر لیے گئے اور یوں اسلام کی تاریخ میں جہاد کے نام پر کھیلے جانے والے ناٹک سے ایک نئے باب کا اضافہ ہوا جسے پڑھ کر مستقبل میں آنے والی مسلمانوں کی نسلیں اپنا سر "فخر" سے اٹھانے کے قابل نہیں رہیں گی۔

قائد اعظم کا اسلامی پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک حصے میں سوشلزم والے اور دوسرے میں سیکولرازم والے برسر اقتدار آگئے۔ یوں "اُدھر تم، اِدھر ہم"، کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔ لیکن مشیت ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اُن ہی "دہریوں" میں سے چند "اسلام کے مجاہد" اٹھے اور "اسلامی جمہوریہ بنگلہ دیش" کے نام سے ایک نئی اسلامی مملکت کو وجود میں لائے۔

قاید اعظم کے ذہنیں نہیں بلکہ قاید ...... کے بچے کھچے پاکستان میں خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔ چاول اور کپڑا تحفتہً بھیجا گیا۔ یوں ۱۹۴۰ء کی قرار داد لاہور کے مطابق برصغیر میں دو خود مختار اسلامی مملکتوں کے تصور کو حقیقت کا روپ دے دیا گیا۔

لیکن!

ابھی قاید اعظم کی روح کو سکون نہیں ملا وہ بے چین ہے اور ان تمام بدبختوں کے عبرتناک انجام کے انتظار میں ہے جنہوں نے مل جل کر پاکستان کے حصے بخرے کر دیئے۔

کہتے ہیں مجیب اور اسکی بیوی، لڑکیوں لڑکوں اور بہو کو بڑی بے دردی سے قتل کیا گیا، اب موت نہیں رہی کیونکہ مجیب کے باقی بھائیوں کی "مقدس" روحیں بہت جلد اسکی آغوش میں جانے والی ہیں۔ اب اسلام کی وہ بدترین شخصیت ہی نہیں بچ سکے گی جسے محض اپنے عارضی اقتدار کے بل بوتے پر ایبٹ آباد کے صحت افزا مقام پر ہر قسم کا "مال" سپلائی کیا جا رہا ہے، کیونکہ اس کے لبوں کی معمولی سی جنبش سے "بڑے بڑے" محب وطن "عوامی عدالت" میں آجائیں گے۔

انتظار کرو، انتظار:

اے تیس لاکھ انسانوں کے قاتل!

اے تیس لاکھ بنگالی مسلمانوں کے قاتل!

اپنے اقتدار کے چھننے کا اور اپنی موت کا!

کیونکہ ارشاد خداوندی برحق ہے:

"کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ"

بقیہ: رکنیت سازی

کی قومی زبان اردو کو اپنے صوبے کی سرکاری زبان قرار دیا۔ اور پاکستانی لباس شلوار قمیص کو سرکاری لباس قرار دیکر معاشرتی اور طبقاتی نفرتوں کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

میں عام مسلمانوں کو جن میں مزدور، کسان غریب لوگ خواہ وہ سندھی ہوں یا غیر سندھی بلوچی ہوں یا پٹھان، پنجابی ہوں یا اردو زبان بولنے والے حضرات سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ جمعیۃ میں شامل ہو کر عوامی جماعت بنانے میں علما کا ہاتھ بٹائیں گے اور ایک عظیم تاریخ کے حامل علماء کے دست و بازو بن کر پاکستان کی سلامتی و بقا کے لیے آگے بڑھیں گے۔

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر

اکابر علماء دیوبند و اعلیٰ حکام کی نظر میں

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، مہتمم دارالعلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں کہ :

" مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی کی تعلیم کا معیار بلند ہے اور تربیت کے اصول پسندیدہ ہیں اور نظام کا سلسلہ دوسرے اداروں کے لیے تقلید کا نمونہ ہے۔ مولانا فضل محمد صاحب اس درس گاہ کے نظام شمسی کے آفتاب ہیں ان کا فضل و کمال اور صلاحیت و استعداد اور سلیقہ کار روز بروز مدرسہ کو ترقی کی طرف لے جارہا ہے۔"

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان تحریر فرماتے ہیں کہ :

"مولانا فضل محمد صاحب اور یہاں کے مدرسین کی محبت و عنایت کی وجہ سے کئی روز یہاں قیام کا اتفاق ہوا۔ مدرسہ کی مجموعی حالت و کیفیت سے بے حد مسرت ہوئی۔ جس کی سب سے بڑی وجہ میرے سامنے یہ تھی کہ حضرت مہتمم صاحب عام مدرسین و طلبا ء کو علم و عمل اور اخلاق و معاشرت میں سلف صالحین کے طرز پر پایا۔"

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی سابق وزیر شرعیہ ریاست قلات تحریر فرماتے ہیں کہ :

"میں نے مدرسہ قاسم العلوم کا معائنہ کیا۔ نظم و ضبط، دیانت و امانت، حسن تعلیم و کمال تربیت کے اعتبار سے مدرسہ قابل رشک ہے۔ مدرسہ کے ادنیٰ فرد سے لے کر اعلیٰ تک میں خلوص و للّٰہیت موجود ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس ادارے کی زیادہ سے زیادہ امداد فرمائیں۔"

حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ مہتمم مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی تحریر فرماتے ہیں کہ :

"خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولانا فضل محمد صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور انکے علمی پودہ مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی کو دیکھا۔ جس طرح مولانا نے اس علمی پودہ کی آبیاری کی، اور کر رہے ہیں اور مدرسہ کی ظاہری و باطنی ترقی میں ساعی ہیں، دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو خلعت سے نوازے۔"

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ باغ، و حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر گوجرانوالہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"حضرت مولانا فضل محمد صاحب کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے ہم نے مدرسہ میں طلبہ کی بعض کتب کا امتحان لیا۔ طلباء بحمد للہ محنتی ہیں۔ اساتذہ و منتظمین مدرسہ کی مساعی لائق صد تحسین ہے۔ یہ مدرسہ اس دور دراز جگہ میں یقیناً روشنی کا مینار ہے۔"

جناب ڈاکٹر مناظر حسین نظر نائب ناظم اوقاف صوبہ پنجاب تحریر فرماتے ہیں کہ :

"مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ مدرسہ کا ماحول اور روح پرور فضا دیکھ کر قلب و نظر باغ باغ ہوئے اور یوں محسوس ہوا کہ ہر طرف دین مبین کا سدا بہار گلشن کھلا ہوا ہے۔ دینی و دنیوی تعلیم کا حسین امتزاج دیکھ کر اور مولانا فضل محمد صاحب مہتمم مدرسہ اور دیگر اساتذہ کرام کے خلوص سے روح کو بالیدگی اور دماغ کو تازگی نصیب ہوئی۔"

جناب سید ہاشم رضا صاحب سابق کمشنر بہاول پور ڈویژن تحریر فرماتے ہیں کہ :

"میں نے فقیر والی کے دورہ پر اس دینی درس گاہ کو دیکھا۔ یہاں تعلیم کے ساتھ تربیت کا بھی قابل اطمینان انتظام ہے۔ ممتحنوں نے اس ادارہ کی بہت ہی تعریف کی ہے۔ میرے خیال میں یہ ادارہ اس علاقے میں ایک بڑی کمی پوری کر رہا ہے۔"

جناب مسرت حسین زبیری سابق کمشنر بہاول پور ڈویژن تحریر فرماتے ہیں :

مَیں نے آج حاضری کا شرف حاصل کیا۔ انتظامیہ کی کاوش و محنت کا اعتراف کرنا اخلاقی فرض ہے۔ جو کام یہاں ہو رہا ہے وہ مَیں نے ایسی درس گاہوں میں دوسری جگہ نہیں دیکھا

جناب سید حسین حیدر صاحب سابق کمشنر بہاول پور ڈویژن تحریر فرماتے ہیں کہ :

مجھے ڈپٹی کمشنر صاحب بہاول نگر کی معیت میں مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی دیکھنے کا اتفاق ہوا ۔ مدرسہ کی کارکردگی اور معیار تعلیم میرے لیے مسرت کا باعث ہے جس کے لیے مَیں منتظمینِ مدرسہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ مجھے خوشی ہے کہ یہ مدرسہ توقعات سے بڑھ کر دینی و دنیاوی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ چند طلبا نے آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور ترجمہ کا جو شاندار مظاہرہ کیا ہے، اس سے مَیں بے حد متاثر ہوا ہوں ۔

جناب اے کے خالد صاحب سابق کمشنر بہاول پور ڈویژن تحریر فرماتے ہیں کہ :

نہ معلوم یہ مولانا فضل محمد صاحب مدظلہٗ کا محبت بھرا دعوت نامہ تھا یا اپنا ذوق و شوق جو مجھے دورۂ فورٹ عباس کی مراجعت پر کشاں کشاں مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی لے گیا۔ مولانا نے ایک مختصر سی تقریب کا اہتمام کر رکھا تھا جس میں چند ننھے منھے طالب علم نہایت دلپذیر انداز میں تقاریر، مکالمے، مباحثے اور تجوید القرآن کے نمونے پیش کر رہے تھے اور میری نظریں ان میں سے کسی غزالی اور رازی کی تلاش میں مصروف تھیں ۔ مولانا نے اپنے کتب خانہ کی سیر بھی کرائی جس میں چند وہ نایاب کتابیں اور رسائل بھی دیکھنے میں آئے جنہیں کبھی یورپ کے کتب خانوں میں دیکھ کر حکیم الامت علامہ اقبالؒ کا دل "سیپارہ" ہوا تھا۔ مولانا فضل محمد صاحب ناقابلِ دریافت انسان ہیں اور وہ ایسے ہی انسان پیدا کرنے میں کوشاں ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو بارآور کرے ۔

عالی جناب راجہ سلیم اختر صاحب کمشنر بہاول پور ڈویژن تحریر فرماتے ہیں کہ :

"مجھے امید نہ تھی کہ مَیں ایسی درس گاہ میں قدم رکھوں گا جس کے ملاحظہ سے میرے علم میں اس قدر اضافہ ہوگا اور میرے دل میں مہتمم مدرسہ و اساتذہ کے لیے اس قدر توقیر و عزت پیدا ہوگی جس کو ضبطِ تحریر میں لانا مشکل ہو جائے گا۔ مجھے یہ تحریر کرنے میں کوئی باک نہیں کہ یہ مدرسہ ماشاء اللہ مہتمم مدرسہ جبکہ خدا کے فضل و کرم سے دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں اور جنہیں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سے شرف تلمذ حاصل ہوا ہے کے زیرِ نگرانی عظیم مقاصد کے لیے کوشاں ہے ۔ مجھے صحیح معنوں میں یہاں آکر طمانیت قلب حاصل ہوئی ہے "

جناب ملک محمد سعید صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع بہاول نگر تحریر فرماتے ہیں کہ :

"مدرسہ ہٰذا میں اچانک آنے کا پروگرام بنا۔ خیال تھا کہ عام رسم و رواج کے مطابق کوئی درس ہوگا مگر آج کتب خانہ مدرسہ ہٰذا کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ مہتمم مدرسہ نے اپنی زندگی ایک مقصد کے لیے وقف کر رکھی ہے اور وہ مقصد ہے اسلام کی خدمت۔ کتب خانہ میں بہت سی نایاب کتب بھی موجود ہیں اور ہر موضوع پر کتابیں موجود ہیں جو نہایت جامع اور مفید ہیں ۔ مدرسہ کے طالب علموں کے خیالات سننے کا بھی اتفاق ہوا۔ ماشاء اللہ مہتممِ مدرسہ کی تربیت کا ان میں موزوں اثر موجود ہے"!

جناب سراج الحسن صاحب جعفری سابق سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات بہاول پور ڈویژن تحریر فرماتے ہیں کہ :

عرصہ سے سنا تھا کہ فقیر والی میں ایک عمدہ مدرسہ ہے جس کا نام ہے قاسم العلوم۔ اس کے بانی مولانا فضل محمد صاحب نمونہ اخلاق میں اپنے طالب علموں کو بھی اپنے سانچے میں ڈھالتے ہیں، لہٰذا شوق تھا کہ فقیر والی پہونچ کر اس دار العلوم کو دیکھوں ۔ آج مولانا فضل محمد صاحب کی مہربانی سے یہ شرف حاصل ہو گیا۔ شنیدہ کہ بود مانند دیدہ مدرسہ کے ماحول اور مولانا صاحب کے اخلاق نے نہایت ہی متاثر کیا جیسا سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا ۔

محترم حضرات اکابر علماء دیوبند و اعلیٰ حکام نے مدرسہ کے متعلق جن تاثرات کا اظہار فرمایا اس سے آپ نے مدرسہ کی کارکردگی، نظم و ضبط اور تعلیم و تربیت کا بخوبی اندازہ لگایا ہوگا۔ مدرسہ کی تمام تر ترقی کا سہرا آپ حضرات ہی کے سر ہے ۔ مدرسہ کے سالانہ دو لاکھ روپے کے قریب اخراجات آپ حضرات کی زکوٰۃ و خیرات و عشر وغیرہ سے پورے ہوتے ہیں۔ اب چونکہ رمضان المبارک کا مہینہ آرہا ہے جس میں لوگ عموماً زکوٰۃ صدقات نکالتے ہیں۔ اس لیے خدمت والا میں درخواست ہے کہ رمضان کے بابرکت مہینہ میں دو لاکھ کی پہلے کی نسبت زیادہ امداد فرمائیں

قاری نورالحق قریشی

رکنیت سازی
عزائم، ارادے، پروگرام

جمعیت علماء اسلام پاکستان کی مدتِ انتخاب سال رواں کے آخر میں ختم ہو رہی ہے۔ آیندہ ہجرہ سال کے آغاز میں جمعیۃ علماء اسلام کے سہ سالہ انتخابات ہونگے اس مقصد کے پیش نظر جمعیت کی مرکزی مجلس عمومی نے مجھے کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کا مرکزی ناظم انتخابات مقرر کیا ہے تاکہ میں ملک بھر کا دورہ کر کے رکن سازی کے کام کی نگرانی کروں

پاکستان کے موجودہ حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ ملک کی آیندہ باگ ڈور سنبھالنے کے لیے نوجوان نسل کو میدان میں آنا پڑے گا. جب تک نوجوان نسل اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ ہو کر میدانِ سیاست میں نہیں آتی، اس وقت تک ملک کے بگڑے ہوئے حالات کو سدھارا نہیں جا سکتا۔ جمعیۃ علماء اسلام کی رکن سازی کے بارے میں میرے سامنے بنیادی مقصد یہ ہے کہ نوجوان نسل علماء حق کا دست و بازو بن کر میدان میں آتے۔ ہمارے ہاں یہ پابندی نہیں کہ اس کا رکن بننے کے لیے فارغ التحصیل عالم دین ہونا ضروری ہے اور نہ ہی

یہ پابندی ہے کہ کسی خاص مکتبِ فکر کے آدمی اس کے رکن بن سکتے ہیں، بلکہ ہر کلمہ گو مسلمان اس جماعت کا رکن بن سکتا ہے۔ ہم دیانت داری کے ساتھ سمجھتے ہیں کہ جب تک قرآن وسنت کے ماہرین کو عوام اکثریت کے ساتھ برسر اقتدار نہیں لاتے۔ اس وقت تک پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

جمعیۃ علماء اسلام شروع ہی سے طلباءٔ مزدور، کسان اور غریب عوام کے لیے سر توڑ کوششیں کر رہی ہے۔ چنانچہ یحییٰ خان کے دور میں مزدور پارٹی کے ساتھ اتحاد بھی ہوا بعض لوگوں نے غریب مزدوروں کے ساتھ اتحاد کرنے کی پاداش میں جمعیۃ [illegible] کے اکابر کو سوشلسٹ کے نقاب سے بھی نوازا۔ بہرحال جمعیت اپنے اکابر کی تعلیمات کی روشنی میں نظام شریعت کے نفاذ کے لیے دن رات کوشاں ہے۔

جمعیت العلمائے اسلام واحد ایک ایسی جماعت ہے جس نے سیاسیات میں کسی کے کہنے پر یا کسی کے ایما پر حصہ لینا شروع نہیں کیا، بلکہ اس کے اکابر نے تشکیل پاکستان سے قبل تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور پھر ہندوستان کی کامل آزادی کا نعرہ اس وقت بلند کیا جب برصغیر میں تمام جماعتیں کانگریس سمیت لفظِ آزادی سے ناآشنا تھیں۔

پاکستان بننے کے بعد ملک کی سلامتی و بقاء کے لیے شب وروز کوششیں شروع کر دیں. قادیانیوں کے خلاف پاکستان سے پہلے، اور پاکستان کے بعد خاص طور پر اس جماعت کے بزرگوں نے تمام مسلمانوں کے فرقوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے ۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے لیے بھرپور کام کیا۔ اور پاکستان کی قومی وصوبائی اسمبلیوں میں ۵۸ء کے بعد جب پہلی بار اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے تو علماء کی جس جماعت کے اکابر نے انتخابات میں حصّہ لے کر اسمبلیوں میں اسلام کی آواز بلند کی وہ جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر تھے۔ گویا اسمبلیوں میں جا کر اسلام کی آواز بلند کرنے کا راستہ سب سے پہلے جمعیت علماء اسلام کے بزرگوں نے دکھایا۔ ان کی دیکھا دیکھی دیگر علماء نے بھی اسمبلیوں میں حصہ لینا شروع کیا اور ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ آج پاکستان کی تمام اسمبلیوں میں علماء کی، اگرچہ مختصر تعداد موجود ہے، بلکہ ان کے اتحاد و اتفاق نے حکومتی پارٹی جو ہر اسمبلی میں اکثریت رکھتی ہے کو مجبور کر دیا کہ وہ آئین میں قادیانیوں کے بارے میں مسلمانوں کے متفقہ مطالبات کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے۔

اسی طرح جمعیۃ علماء اسلام کو عام انتخابات کے بعد سرحد و بلوچستان میں حکومت سازی کا موقع ملا۔ سرحد میں اس جماعت کے سیکرٹری جنرل مولانا مفتی محمود نے اپنے مختصر ½ ۹ ماہ کے عرصہ میں نہ صرف یہ کہ اسلامی اصلاحات اور اسلامی شعائر کو رائج کیا، بلکہ ام الخبائث شراب پر پابندی کے ساتھ ساتھ، قمار بازی، سود اور دیگر غیر اسلامی چیزوں کو ختم کر دیا اور اپنے مختصر عہد میں جمہوریت کو پروان چڑھایا۔ اور پاکستان

باقی ص ۱۵ پر

رپورٹنگ : محمد یوسف ولی الٰہی

رمضان المبارک ہمارے لئے جہاد کا پیغام ہے

قائد طلباءؔ محمد اسلوب قریشی

قائد طلباءؔ جناب محمد اسلوب قریشی نے اپنے ایک پیغام میں کہا ہے کہ رمضان المبارک ہمارے لئے جہاد کا پیغام لئے ہوئے ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ اس مبارک مہینہ میں بھی اپنا کام بدستور جاری رکھیں۔ اور باطل نظام کو شکست دینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں۔ مصائب و مشکلات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہوئے کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہ کریں۔

ملتان

ملتان میں منعقدہ خلافت راشدہ کانفرنس سے جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا سعید احمد رائپوری مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جو قومیں اپنے مذہب سے ہٹ جاتی ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتیں۔۔ انہوں نے کہا کہ آج مسلمان پاکستان میں خلافت راشدہ کا نعرہ تو لگاتے ہیں۔ مگر دلی طور پر مخلص نہ ہونے کی وجہ سے اس میں فیل ہو جاتے ہیں۔ یا پھر ظالم حکمران کے سامنے میدان میں ڈٹنے والے علماء کرام سے ہٹ کر اپنا رشتہ علماء حق سے توڑ لیتے ہیں۔ اور عملی جدوجہد نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ مجھے آج اس کانفرنس میں مسلمانان پاکستان پر واضح کرنا ہے کہ جو لوگ عملی جہاد اور سیاست سے ڈرتے ہیں۔ وہ اپنے پروگرام میں مخلص نہیں ہیں۔ خلافت راشدہ کانفرنس صرف چار دیواری تک محدود نہیں رہنی چاہیئے۔ بلکہ آگے بڑھ کر مفتی محمود مدظلہ کی قیادت میں عملی جدوجہد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ مسئلہ بھی ایسے ہی حل ہو سکتا ہے۔ جیسے مفتی محمود مدظلہ نے سیاسی قوت حاصل کر کے صوبہ سرحد میں خلافتِ راشدہ کا نظام قائم کیا تھا۔ لہٰذا آج بھی یہ مسئلہ بغیر سیاسی قوت حاصل کئے حل نہیں ہو سکتا۔

جمعیتہ طلباءؔ اسلام کے صدر جناب رانا شمشاد علی خان نے خلافت راشدہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تعلیمی اداروں میں جو نصاب تعلیم فرقہ وارانہ طریق پر الگ الگ کیا گیا ہے۔ یہ حکومت کی ایک گہری سازش ہے، جس کے ذریعے وہ ہمیں آپس میں لڑا کر ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کرا کے اپنے اقتدار کو تحفظ دینا چاہتی ہے۔ شیعہ سنی علیحدہ علیحدہ نصاب تعلیم کی وجہ سے تعلیمی ادارے فرقہ وارانہ فسادات کا مرکز بن جائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ جو فیصلہ ہمیں دیں گے۔ پاکستان کے طلباءؔ اُسے ماننے کے لئے ہر وقت تیار رہیں ہم نے علماء حق کی قیادت میں اس ملک میں خلافتِ راشدہ کے نظام کے قیام کا عزم کیا ہوا ہے۔ اور اس سلسلے میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

لاہور

لاہور میں گذشتہ ماہ جمعیتہ طلباء اسلام کے ارکان کے لئے تربیتی پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں لاہور کو سات حلقوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

جناب سید مطلوب علی زیدی ناظم عمومی جمعیتہ طلباءؔ اسلام پاکستان ہر روز ایک حلقے میں نماز عصر تا مغرب لیکچر دیتے رہے۔

الحمدللہ یہ تربیتی پروگرام بہت حد تک کامیاب رہا۔ طلباءؔ نے بھی اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اب ماہِ رمضان شروع ہونے کی وجہ سے یہ پروگرام ایک ماہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے ماہِ رمضان کے بعد پھر یہی تربیتی پروگرام دوبارہ شروع ہو جائے گا۔

اسی سلسلے میں مرکزی دفتر لاہور میں ان تربیت حاصل کرنے والوں کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں حضرت مولانا سعید احمد رائپوری مدظلہ جناب قائد طلباءؔ محمد اسلوب قریشی اور جناب میاں محمد عارف صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ اجلاس سے حضرت مولانا سعید احمد رائپوری مدظلہ نے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ جمعیتہ طلباءؔ اسلام کا پروگرام خالصتہً رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہے۔ لہٰذا اس جماعت میں شامل ہونے والے نوجوانوں کو اسی جذبے کے ساتھ جماعت میں شامل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارا پروگرام ایسا ہے جو دنیا میں معاوضے کے لئے تشکیل نہیں دیا گیا ہے اگر اخلاص کے ساتھ اس پروگرام کے لئے شرکت کی جائے اور عملی جدوجہد کی جائے تو اس پروگرام سے زیادہ اونچا اور کوئی پروگرام نہیں ہے۔

انہوں نے کہا کہ آج جب کہ کالج اور یونیورسٹیاں ایک قسم کی قتل گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ اور ایک خطرناک سازش اور منصوبے کے ذریعے نوجوان نسل کے اذہان کو خراب کیا جا رہا ہے۔ تو ان حالات میں نوجوانوں کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ علماء حق کے قریب آئیں ان کے انصار بنیں۔

جب مکمل طور پر ایسا ہو جائیگا تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ملک میں انقلاب نہ آئے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ نوجوان جب بھی کسی تحریک میں شریک ہوئے تو انقلاب آگیا۔

انہوں نے کہا کہ بہت جلد انقلاب کی تکمیل کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ انقلاب کے لئے سخت محنت اور جانفشانی سے کام کرنا پڑتا ہے۔ محض نعرے اور پروپیگنڈے کے بل بوتے پر انقلاب نہیں لایا جا سکتا۔ ابتداء میں کٹھن مراحل سے گذرنا ہی پڑتا ہے۔ جلد نتائج کے مرتب ہونے کی توقع رکھنا انقلاب کی راہ میں رکاوٹ

ثابت ہو سکتا ہے۔

جناب محمد اسلوب قریشی نے لاہور شہر میں تربیتی پروگرام شروع کرنے پر لاہور کے ساتھیوں کو مبارک باد دی۔ اور اس پروگرام میں شریک ہونے والے ساتھیوں کا شکریہ بھی ادا کیا۔ انہوں نے توقع ظاہر کی کہ اگر ہم نے اسی طرح اپنا پروگرام جاری رکھا تو ایک وقت وہ بھی آئے گا۔ جب ہمیں عظیم طاقت حاصل ہو گی۔ اور اس ملک میں اسلامی انقلاب لایا جا سکے گا۔ البتہ اس کے لئے اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

اجلاس کے آخر میں حضرت مولانا سعید احمد رائپوری مدظلہ نے دعا فرمائی اور اجلاس برخاست ہوا۔

تنظیمی دورے

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے نائب صدر حافظ حسین احمد صوبائی سرپرست جناب اللہ داد صاحب صوبائی خازن عبدالاحد صاحب نے مستونگ کا دورہ کیا۔ اور طلبہ سے خطاب کیا۔ ماسٹر اللہ داد صاحب نے موجودہ حالات اور طلباء کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔ حافظ حسین احمد نے جمعیۃ طلباء اسلام کے قیام، اسلاف کی تاریخ اور اسلامی نظام تعلیم کے لئے جمعیۃ کی کارگزاری بیان کی۔ اور جمعیۃ طلباء اسلام مستونگ شہر کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے صدر جناب رانا شمشاد علی خاں نے لائل پور، چک جھمرہ اور ضلع مظفر گڑھ میں کروڑ لعل عیسن، لیہ، چوک منڈا، محمود کوٹ، گجرات تھانہ قریشیاں اور مظفر گڑھ شہر کا تنظیمی دورہ کیا۔

ضلع مظفر گڑھ کے دورہ کے دوران ان کے ہمراہ ضلعی صدر جناب محمد قاسم، جناب خدا بخش اور جناب عبداللطیف بھی تھے، ان مقامات پر انہوں نے جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں سے خطاب کیا۔ زری ریکارڈ کی پڑتال بھی کی۔ انہوں نے تنظیمی کام پر

> جمعیۃ طلباء اسلام کی خبریں براہ راست دفتر کے پتہ پر ارسال کیا کریں۔

اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام وہ واحد تنظیم ہے جو طلباء کے حقیقی مفادات کے لئے کام کر رہی ہے۔ اور اس ملک میں اسلامی نظام کا احیاء چاہتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ شب و روز نظام شریعت کے نفاذ کی کوشش میں رہیں۔ پہلے سے زیادہ کام کو تیز تر کر دیں۔ اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ انہوں نے کہا اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور ہمیں اس ملک میں یہی نظام ہی قابل قبول ہے۔ کیونکہ اسلام ہی ہمارے تمام مسائل حل کرنے کا ضامن ہے۔ انہوں نے زرعی یونیورسٹی لائل پور میں طلباء سے انفرادی ملاقات کے علاوہ مختلف ہوسٹلوں کا دورہ بھی کیا۔

> ### اطلاع
>
> صوبائی صدر جناب رانا شمشاد علی خاں آئندہ تین ماہ کے لئے رخصت پر رہیں گے۔ اور ان کی عدم موجودگی میں جناب محمد اشرف عاطف قائم مقام صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب ہوں گے۔ ان سے صوبائی دفتر جمعیۃ طلباء اسلام ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور پر رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

جناب صاحبزادہ عزیز احمد صدر ضلع میانوالی نے ضلع میانوالی کے درج ذیل مقامات کا دورہ کیا۔

کندیاں، پنج گرائیں، دریاخان، بھکر، بہل نواں جنڈانوالہ، کلور کوٹ، واں بھچراں اور میانوالی شہر،

انہوں نے ان مقامات پر جمعیۃ طلباء اسلام کے تنظیمی اجتماعات سے خطاب کیا۔ اور کچھ مقامات پر نئی تنظیمیں بھی قائم کیں۔

انہوں نے طلباء پر زور دیا۔ کہ وہ اپنے کردار کو اتنا بلند کر دیں۔ کہ کوئی بھی باطل نظام آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھ سکے۔ اور ظالم سامراج پر واضح ہو جانا چاہیئے کہ آج طلباء اللہ الامر کے جھنڈے تلے جمع ہو کر علماء حق کی قیادت میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن، حضرت مدنی، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے فکری زاویوں پر چلتے ہوئے حضرت سندھی کے انقلابی پروگرام کو تمام دنیا میں نافذ کرنے کے لئے سید شمس الدین شہید کا راستہ اپنا چکے ہیں۔ اب کوئی بھی طاقت ان جیالے نوجوانوں کو پائے استحکام میں لغزش پیدا نہیں کر سکتی۔ جمعیۃ طلباء اسلام ظالم سامراج کے لئے کھلے چیلنج کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

کلور کوٹ (ضلع میانوالی)

صدر: جناب عبدالخالق
نائب صدر: محمد احسان
" : غالب حسین
ناظم عمومی: نذیر احمد
ناظم: محمد اقبال
ناظم نشریات: بدر عالم عابد
خازن: محمد اسحاق

واں بھچراں (ضلع میانوالی)

صدر: جناب رانا عبدالرحمن
نائب صدر: رانا مشتاق احمد
ناظم عمومی: انتظار حسین مدنی
ناظم نشریات: محمد عابد
خازن: محمد ادریس

مستونگ (بلوچستان)

صدر: جناب عبدالستار
نائب صدر: نذر محمد
" : محمد سلیمان
ناظم عمومی: نصراللہ مینگل
ناظم: عبدالغنی
ناظم نشریات: حافظ عبدالباری
خازن: ثناء اللہ شاہوانی
آفس سیکرٹری: محمد اعظم

ڈیرہ اسماعیل خان

گذشتہ ... جمعیۃ طلباء اسلام کا ایک خصوصی اجلاس ڈیرہ اسماعیل خان میں زیر صدارت جناب عنایت اللہ خان ہوا۔ اجلاس میں ڈیرہ کو چشمہ رائٹ بنک کینال سے ۶۲ ہزار ایکڑ کیوسک پانی دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

رپورٹ : عبدالرؤف فاروقی

نظامِ شریعت کنونشن کی تیاریاں

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کی جنرل کونسل کا اجلاس ۴ ستمبر بروز جمعرات صبح ۱۰ ½ بجے زیر صدارت امیر ضلع حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی، جناب قاری سعید الرحمٰن صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ جمعیۃ کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا زاہد الراشدی نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ اجلاس ۱۸ اور ۱۹ اکتوبر کو گوجرانوالہ میں منعقد ہونے والے کل پاکستان نظامِ شریعت کنونشن کے انتظامات اور ضلع میں جمعیۃ کی نئی رکن سازی کے پروگرام پر غور و خوض کے لیے طلب کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا محمد سرفراز خان نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مذکورہ امور کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ گوجرانوالہ میں کل پاکستان نظامِ شریعت کنونشن کا انعقاد ہمارے لیے فخر و مسرت اور سعادت کی بات ہے اور ضلع گوجرانوالہ کے جماعتی کارکن انشاء اللہ العزیز روایتی جوش و خروش کے ساتھ اس تاریخ ساز کنونشن کو کامیاب بنائیں گے۔

آپ نے کہا کہ اس کنونشن کا مقصد ملک میں نظامِ شریعت کے نفاذ کی جدوجہد کو تیز تر کرنا ہے اور یہ جدوجہد ہمارا جمہوری و آئینی حق ہونے کے ساتھ قیامِ پاکستان کے بنیادی مقصد کی تکمیل کی جدوجہد ہے اس لیے حکومت کو اس میں رخنہ اندازی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ایک لحاظ سے تو ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ حکومت کا کام ہے اور حکمران پارٹی نے آئین میں اسلامی نظام کے نفاذ کا قوم سے وعدہ کر رکھا تھا اگر وہ نظریۂ پاکستان کے ساتھ وفادار اور اپنے وعدوں میں مخلص ہے تو اسے ہماری جدوجہد پر سیخ پا ہونے کی بجائے اس پر خوش ہونا چاہیے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد پر حکمران پارٹی کا سیخ پا ہونا جدوجہد کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنا اور کارکنوں کے خلاف مقدمات و دار و گیر کا سلسلہ شروع کرنا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ حکمران پارٹی نظریہ پاکستان اور اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں کئے گئے وعدوں میں قطعاً مخلص نہیں ہے اور اسلام کا نام صرف عوام کو فریب دینے کے لیے لیا جاتا ہے۔

آپ نے کہا ان حالات میں جمعیۃ علماء اسلام کی ذمہ داریوں میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور عوام کو اسلامی نظام کی اہمیت کے علاوہ اسلام کے نام پر دھوکہ دینے والوں کے فریب سے عوام کو آگاہ کرنا بھی ان کی ذمہ داری بن جاتا ہے اس لیے جمعیۃ کے کارکنوں کو چاہیے کہ وہ نئی رکن سازی کی مہم کو پوری محنت و مشقت اور جدوجہد کے ساتھ بھرپور طریقہ سے کامیاب بنائیں اور نظامِ شریعت کنونشن کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

حضرت الامیر کی تقریر کے بعد مولانا زاہد الراشدی نے مجلسِ استقبالیہ کے ارکان اور انتظامی کمیٹیوں کی تشکیل کے سلسلہ میں تجاویز پیش کیں جو تھوڑے بہت ردّ و بدل کے ساتھ منظور کر لی گئیں۔ اب کنونشن کی مجلس استقبالیہ کے عہدہ داروں، کمیٹیوں اور ارکان کی ترتیب یوں ہوگی:-

عہدہ دار

صدر : مولانا عبیداللہ انور ، لاہور

نائب صدر : مولانا سید محمد شاہ امروٹی، سکھر

نائب صدر : مولانا سید ایوب جان بنوری، پشاور

نائب صدر : مولانا محمد خان شیرانی ، فورٹ سنڈیمین

ناظم اعلیٰ : مولانا مفتی عبدالوحد ، گوجرانوالہ۔

ناظم : علامہ محمد احمد لدھیانوی ، گوجرانوالہ۔

ناظم نشر و اشاعت : مولانا زاہد الراشدی ، ،،

خازن : شیخ عبدالمجید ، گوجرانوالہ

سالار : خان محمد قاسم خان ، ،،

ضلعی انتظامیہ سے متعلق امور کے لیے رابطہ کمیٹی

علامہ محمد احمد ، مولانا حکیم عبدالرحمان ، مولانا احمد سعید ، مولانا محمد یوسف عثمانی ، جناب ارشد میر ایڈووکیٹ ، حافظ عزیز الرحمٰن ایڈووکیٹ ، حافظ محمد ثاقب۔

مالیاتی کمیٹی مولانا مفتی عبدالواحد ، حافظ شیخ بشیر احمد ، حاجی محمد یعقوب ، شیخ عبدالمجید ، میاں محمد عارف ، صوفی رستم علی ، جناب عبدالحمید بٹ ؛ لاہور ، جناب پیر محمد بشیر ؛ سیالکوٹ ، حافظ محمد اشرف ، حاجی شیخ محمد صدیق ، جناب میاں عبدالرحمان ؛ لاہور۔

نشر و اشاعت کمیٹی : مولانا زاہد الراشدی ، جناب اکرام القادری ،

جناب محمد فاروق قریشی، حافظ گلزار احمد آزاد، حافظ محمد طاہر عباسی، جناب محمد فاروق، جناب ظہیر میر، مولانا غلام اکبر سلیمانی۔

تربیتی پروگرام کمیٹی: مولانا محمد سرفراز خان، مولانا عبدالقیوم، مولانا زاہد الراشدی، جناب محمد اسلوب قریشی، جناب ڈاکٹر میجر معراج الدین ایم۔بی۔بی۔ایس، ڈاکٹر غلام محمد۔

جلسہ گاہ کمیٹی: نگران:۔ سالارِ اعظم جناب حاجی کرامت اللہ اور سالارِ اعلیٰ پنجاب خواجہ عبدالرؤف۔

ارکان:۔ خان محمد قاسم خاں، مولانا گل محمد توحیدی، محمد خالد، دیگران کی صوابدید پر۔

باقی امور سے متعلق کمیٹیوں کی تشکیل بعد میں کی جائے گی۔

ارکان:

ضلع لاہور مولانا محمد اجمل، مولانا محمد ابراہیم، ڈاکٹر عبدالرشید، میاں محمد حنیف، مولانا حمید الرحمٰن، مولانا محمد شریف پتوکی، مولانا محمد طیب شاہ قصور، مولانا اللہ داد شاہدرہ،

ضلع سیالکوٹ مولانا محمد فیروز خان، مولانا محمد اسماعیل قاسمی سیالکوٹ، مولانا رشید احمد پسرور، مولانا محمد یحییٰ نارووال، ڈاکٹر عبدالرحیم شکر گڑھ۔

ضلع شیخوپورہ مولانا عبداللطیف انو۔ شاہ کوٹ، مولانا محمد یعقوب ربانی چوہڑکانہ، سید امین گیلانی شیخوپورہ، مولانا محمد عالم شیخوپورہ۔

ضلع گجرات مولانا عبدالرزاق پنجن کسانہ، مولانا عبداللطیف سرائے عالمگیر، چوہدری محمد خلیل گجرات، قاری غلام رسول کوٹلہ، قاری محمد اختر پنجن کسانہ۔

ضلع گوجرانوالہ شہر گوجرانوالہ:۔ حافظ محمد امین کلر آبادی

بابا شاہ جیون سلطانپورہ: حافظ محمد شریف

رسول پورہ، حافظ محمد اسماعیل باغبانپورہ، ڈاکٹر محمد عظیم آبادی حاکم رائے۔ حافظ نذیر احمد گھنٹہ گھر۔ قاری امتیاز احمد گلی شیخ جھنڈو، جناب بشیر بوھڑ گورونانک پورہ، میاں رحیم بخش بل سکڑ والہ، ملک فیروز دین چوک غریب نواز، چودھری محمد یعقوب گلی لانگریاں، خوشی محمد باغی گلی لانگریاں، مولانا حاجی محمد رفیق محلہ سید نگری حاجی محمد افضل بازار تھانیوالا، حافظ نذیر احمد بازار چوڑیگراں، حاجی محمد رفیق ماڈل ٹاؤن، شیخ احمد سعید ماڈل ٹاؤن، حافظ فقیر اللہ ماڈل ٹاؤن، محمد اسحاق ماڈل ٹاؤن، جناب شیخ مشتاق احمد فیصل آباد، نثار احمد مسلم کالونی، حاجی قمر دین پونڈانوالہ، حافظ محمد اسلم اصغر کالونی، مولوی حسن محمد کچی پمپ والی، قاری شمس الدین بخاری روڈ، قاری عبدالقدوس پرانا بجلی گھر، قاری مقبول حسین کیمپ نمبر ۲، حافظ خصال احمد کچا دروازہ، جناب بشیر بٹ کچا دروازہ، مستری رشید احمد احمد پورہ، محمد اشرف صمدانی سوکار نو گیٹ، قاری محمد سلیم شاہین آباد، قاری صبغت اللہ شریف پورہ، مولانا عبدالباری کھوکھر کی، منشی عبدالمجید گرجاکھ، مولوی عبدالوہاب نوشہرہ روڈ، حافظ محمد عبداللہ وحدت کالونی، شیخ محمد منیر سیٹلائٹ ٹاؤن، مولانا منظور احمد اکرم کالونی

تحصیل گوجرانوالہ مولانا حکیم نذیر احمد واہنڈو، حکیم فضل الٰہی دندیاں، حافظ خلیل الرحمان نڈھا، چودھری محمد امین نشادی خاں والا، چودھری ہدایت اللہ منڈھیالہ ٹیگہ، مولوی عبدالشکور منڈھیالہ ٹیگہ، قاری محمد عبداللہ کوٹلی ناگرہ، حاجی جمال دین بلال پور، مولانا محمد یوسف رحمانی ایمن آباد، مولوی عبدالکریم بھردکی درکاں، چودھری وکیل خاں گھوماں، چودھری دین محمد بھاکراں والی، چودھری محمد سرفراز خاں گھمن والا، حاجی کمال دین قلعہ رائے سنگھ، محمد شریف چشتی تتلے عالی مولانا گل محمد تنگ، قاری نذیر اللہ نوشہرہ ورکاں، شیخ محمد سعید سبحانی نوشہرہ ورکاں

مولانا محمد حنیف سندھ ورکاں، مولانا خلیل الرحمان پھما سرائے، حکیم رحمت علی شاہ جلہن حافظ نور محمد بدوکی، مولانا غلام محمد بھڑی شاہ رحمان، حافظ شوکت اللہ ڈیرہ شاہ جمال، حکیم عبدالحکیم قلعہ دیدار سنگھ، مولانا علی محمد کوٹ بھلوانی داس، حکیم سید عزیز علی شاہ کھبیکی، ملک محمد حنیف ملک پور، مولانا عبدالغفور کوٹ شبیرا، پیر مراد علی شاہ پنپاکھ، چودھرے عبدالخالق سرائے، مولانا رحمت اللہ کوٹ آسائش، صوفی محمد انور سرے والا وڑائچ، حاجی فتح محمد بھکھڑیوالی، مولانا امیر حسین کوھلووالہ، حاجی یوسف علی کھیالی، مولانا علی احمد جالی کھیالی، ڈاکٹر محمد اسلم جبوکے، مولوی محمد جمیل لدھیانوالہ قاری سعید الرحمن فیروزوالہ، عنایت اللہ تلونڈی کھجوروالی، قاری نور محمد راہ والی

تحصیل حافظ آباد مولانا محمد الطاف حافظ آباد، چودھری محمد شفیع حافظ آباد، صوفی محمد حنیف حافظ آباد، شمس الرحمن صاحب حافظ آباد، مولانا بشیر احمد کوھلو تارڑ، شیخ محمد احمد پنڈی بھٹیاں، ظہور احمد حمید پورہ، حافظ عبدالواحد شاہ دھنی، صوفی حسین احمد سکھیکی، ڈاکٹر محمد رفیع کالیکی۔

تحصیل وزیر آباد مولانا محمد اقبال علی پور، مولانا محمد اسحاق علی پور، مولانا شند اللہ رجتکے، صوفی جلال دین وزیر کے، ڈاکٹر محمد نسیم وزیر کے، چودھری محمد یوسف الٰہ آباد، مولانا محمد رفیق سوہدرہ، محمد شریف طاہر جامکے، حافظ محمد شفیع سارو کی، حاجی اللہ دتہ بٹ گکھڑ، چودھری عبدالمجید چوڑہ، مولانا عبدالرشید احمد نگر،

جمعیۃ طلباء اسلام جناب محمد اسلوب قریشی، جناب جاوید ابراہیم پراچہ، میاں محمد عارف، جناب محمد فاروق قریشی، رانا شمشاد علی۔

اجلاس میں یہ بھی فیصلہ ہوا کہ کنونشن شیرانوالہ باغ میں منعقد ہوگا۔ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے باعث کنونشن کا انعقاد، لاؤڈ سپیکر کے استعمال

اور باغ کی اجازت کے لیے متعلقہ حکام کو باقاعدہ درخواستیں دے دی گئی ہیں۔

نئی رکن سازی کے سلسلہ میں ضلعی ناظم انتخابات ڈاکٹر غلام محمد نے مندرجہ ذیل حضرات کو ان کے حلقوں میں ناظم انتخابات مقرر کرنے کا اعلان کیا۔

شہر گوجرانوالہ : حکیم صوفی حسین احمد لدھیانوی
تھانہ صدر گوجرانوالہ : مولانا امیر حسین کوٹلی والا
تھانہ کامونکے : مولانا محمد یوسف رحمانی ایمن آباد
تھانہ نوشہرہ ورکاں : مولانا گل محمد توحیدی نوشہرہ
تھانہ قلعہ دیدار سنگھ : حکیم عبدالحکیم صاحب قلعہ دیدار سنگھ
تھانہ واھنڈو : حکیم فضل الٰہی۔ دندیاں
تھانہ علی پور چٹھہ : مولانا محمد اقبال نعمانی علی پور چٹھہ
تھانہ احمد نگر : مفتی رشید احمد ارشد سارو کی
تھانہ صدر وزیر آباد : قاری محمد نواز الہ آباد
شہر وزیر آباد : ڈاکٹر محمد نسیم وزیر آباد
شہر حافظ آباد : شمس الرحمن صاحب حافظ آباد
تھانہ صدر حافظ آباد : حافظ عبدالواحد شاہ دھنی
تھانہ پنڈی بھٹیاں : شیخ گلزار احمد سکھل پنڈی
تھانہ سکھیکے منڈی : رانا محمد انور سکھیکی
تھانہ ونیکے تارڑ : مولانا منیر احمد کوٹ تارڑ

اجلاس میں اختتام پر مندرجہ ذیل قرار دادیں اتفاق رائے سے منظور کی گئیں۔

کارکنوں پر مقدمات

یہ اجلاس ملک بھر میں جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں اور کارکنوں کے خلاف مقدمات اور دار و گیر کے نئے سلسلہ پر احتجاج کرتا ہے اور اسے عظیم نظام شریعت کنونشن کی تیاریوں پر حکومت کی بوکھلاہٹ تصور کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ حکومت ان اوچھے ہتھکنڈوں کے ذریعہ کنونشن کی تیاریوں پر اثر انداز نہیں ہو سکے گی۔ اور کنونشن انشاء اللہ العزیز پروگرام کے مطابق اپنے وقت پر ہو گا۔

یہ اجلاس مولانا محمد رمضان، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور دیگر راہنماؤں پر مقدمات کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے۔

تحریک ختم نبوۃ کے مقدمات

یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کے خلاف درج شدہ تمام مقدمات بلا تاخیر واپس لیے جائیں۔

دینی مدارس

یہ اجلاس دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں نہ لینے کے سلسلہ میں وفاقی وزیر امور مذہبی کوثر نیازی کی وضاحت کو قطعی غیر تسلی بخش قرار دیتا ہے کیونکہ ان کی وضاحت کے باوجود مدارس کو نوٹس جاری کرنے کا عمل جاری ہے یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ دینی مدارس کی آزادی اور تقدس کی ہر قیمت پر حفاظت کی جائے گی۔

حافظ محمد امین کے خلاف غنڈہ گردی

یہ اجلاس جمعیۃ علماء اسلام شریف پورہ حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ کے امیر ڈاکٹر حافظ محمد امین کے خلاف پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی غنڈہ گردی کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکام سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کی تحقیقات کرا کے غنڈوں کا پوری طرح محاسبہ کیا جائے۔

قرار دادوں کی منظوری کے بعد ایک بجے اجلاس دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

تعزیتی بیان

سرگودھا: جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے نائب صدر مولانا قاری عبد السمیع ضلعی صدر مولانا مولا بخش ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا جلال الدین شہری جمعیۃ کے صدر مولانا صالح محمد اور سیکرٹری جنرل شیخ حبیب احمد سیکرٹری قریشی عبدالغفور چوہدری محمد صدیق نے ایک بیان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف صاحب جالندھری کی وفات کو ایک عظیم قومی نقصان قرار دیا قوم کو ان کی وفات سے ایک عظیم ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ مولانا موصوف نے تمام زندگی حضرت مولانا جالندھری کے نقش قدم پر چل کر مجلس کو ایک فعال ادارہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اجلاس ضلع جہلم

جمعیۃ علماء اسلام نظام اسلامی کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ جہلم گزشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام کا ایک اجلاس مولانا عبد اللطیف صاحب بالاکوٹی کی زیر صدارت منعقد ہوا اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت پنجاب کے سالار اعلیٰ خواجہ عبد الرؤف نے کہا کہ جمعیت ملک میں نظام اسلامی کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا مگر ۲۸ سال گزر جانے کے باوجود یہاں اسلامی قانون نافذ نہیں ہو سکا۔ اجلاس میں ضلعی تنظیمی امور پر غور کیا گیا۔

ضروری اعلان

سید نیاز احمد شاہ گیلانی ناظم عمومی جمعیۃ علمائے اسلام صوبہ پنجاب نے جو پروگرام پہلے سے دے رکھے ہیں۔ علالت کی وجہ سے منسوخ کر دیئے ہیں۔ اب رمضان شریف اور نظام شریعت کانفرنس کے بعد تبلیغی سلسلہ دوبارہ شروع ہوگا۔

ضمانت قبل از گرفتاری

ہائی کورٹ نے جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما مولانا محمد لقمان علی پوری کی ضمانت قبل از گرفتاری کی درخواست منظور کر لی ہے اور پولیس کو ہدایت کی ہے کہ انہیں ۱۰ ستمبر تک کسی مقدمہ میں گرفتار نہ کیا جائے۔ مولانا محمد لقمان صاحب کی جلسوں میں کی گئی تقریروں کی بنا پر متعدد دفعات کے تحت مقدمات درج کیے گئے ہیں۔

ایک اہم اعلان

ترجمان اسلام کی توسیع و اشاعت۔ بقایاجات کی وصولی اور اشتہارات کی فراہمی کے لیے جناب الطاف حسین صاحب ضلع ملتان کا دورہ کر رہے ہیں احباب بھرپور تعاون فرمائیں۔

جمعیۃ علماء اسلام

مملکت پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج۔ نظام ہائے باطل کی تردید، فرق باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاء کلمۃ الحق عند سلطان جائر کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے۔

جمعیۃ سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک، جانباز، مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی خدمات مسلمہ ہیں۔ تحریک بحالی جمہوریت اور تحریک مقدس ختم نبوت اس پر شاہد عدل ہیں۔ جمعیۃ اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرت الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے، خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیۃ کی مخلصانہ سرگرمیوں کو مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط تر بنانے کے لیے جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم بنانا از حد ضروری ہے

التماس

اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز اس موقع پر بیت المال کیلیے

زکوٰۃ

کی فراہمی کا ہر جگہ اہتمام کرکے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں، اراکین جمعیۃ خصوصاً اس سلسلے میں تگ و دو کریں

- مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان۔
- مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
- مولانا عبیداللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب
- مولانا سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ
- مولانا سید محمد ایوب جان امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد
- مولانا محمد خان شیرانی امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: زکوٰۃ کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کی جائیں۔